صورِ اسرافیل

قاضی نذر الاسلام کی نظموں کے منظوم تراجم

صورِ اسرافیل

مترجمہ :اثر لکھنوی

کرو بلند نعرے انقلاب کے!
بغاوتوں کے گیت گاؤ سینہ تان کے
کہ سرنگوں ہوا نہ پرچم اس جدید دور کا
ہزار آندھیوں کا زور تھا
تلاطموں کا شور تھا
بلند ہی رہا، وہ فتح مند ہی رہا
نشے میں اپنے مست ہے۔
مقابلے میں اس کے جو بھی آ گیا وہ پست ہے۔
تباھیوں اور ہلاکتوں کو ناچ تیگنی کا نچا دیا
خروش و جوش وہ ہے جیسے وحشی دیو ہو
سمندروں کے سوتوں پر بھی دشنہ زن ہوا
مہیب اور ڈراؤنے وہ اس کے خط و خال ہیں
کہ موت بن گئی تبسم آتے آتے ہونٹوں پر
اجل کے وہ فرشتے کا لبادہ اوڑھے ہے
اجل سے بھی زیادہ گہرے اندھے قعروں سے
وہ سر نکال کر، جلا کے برق شعلہ زن کی مشعلیں،
لگا رہا ہے قہقہے

بلند کیوں کرو نہ تم بھی نعرے انقلاب کے
بغاوتوں کے گیت کیوں نہ گاؤ سینہ تان کے

بکھیرتا ہے جب وہ اپنی زلفوں کو
نکل کے ان سے لو کے شر کے اور فساد کے
لگاتے آگ آسماں میں ہیں

شہاب کی نگارِ آتشیں ہے اس کی رہنما
زمانے کے دل و جگر سے وہ لہو نچوڑ کر
بجھاتا اس میں اپنی تیغ ہے
وہ بے پناہ اس کی ضرب ہے
کہ اس کے خوف سے ہیں وہ دم بخود
وہ نوری ہوں کے خاکی ہوں
فضا کو جب وہ خامشی کا درس دے

بلند کیوں کرو نہ تم بھی نعرے انقلاب کے
بغاوتوں کے گیت کیوں نہ گاؤ سینہ تان کے

اب آفتابِ حشر منتقل کرے گا اپنی گرمی اس کی نظروں میں
چھپیں گی دل سے نکلی چیخیں اس کے الجھے بالوں میں
سمندر ان کی آنکھوں کے بنیں کے آنسو، ہو کے خشک
زمین شورِ دار و گیر حشر سننا چاہے گی
سہارا لے کے اس کی کاندھوں کا

بلند کیوں کرو نہ تم بھی نعرے انقلاب کے
بغاوتوں کے گیت کیوں نہ گاؤ سینہ تان کے

رہو بہت ہی چوکس اور ہوشیار
قیامت آ کے اب کی بار
نہ رکھ دے برف کی سلیں کہیں
زمیں کی دھڑکتی چھاتی پر
نہیں ہے بوڑھوں اور مردوں کی جگہ
نہیب زارِ حشر میں
یہ شورکل فرو جو ہوگا، اس گھڑی
یہ ''بنتِ نور'' ہوگی اور ردائے بیوگی
نہ ہوگی بیندی اس کے ماتھے پر

چمکتے صبح کے ستارے کی
نہ ہوگی مانگ ہی بھری عنبر یا گلال یا سندور سے
نہ ہوگا نام غازۂ شفق کا عارضِ سحر پر بھی
یہ کرنیں چاند کی
شرار بن کے پھونک دیں گی خرمنِ سکون و صبر۔
بلند کیوں کرو نہ تم بھی نعرے انقلاب کے
بغاوتوں کے گیت کیوں نہ گاؤ سینہ تان کے
عصا لہو بھرا سنبھالا وہ ''نقیبِ حشر'' نے
وہ دیوتاؤں کو پہنا دیے کفن شرار و باد کے
وہ دیکھو برق و رعد نے
تلاطم اور جھکڑوں نے، گرد باد نے
ستارے آسماں کے منتشر کیے
ترنمِ جگر تراش سے
وہ کھائیں ٹھوکریں نجوم نے کہ لڑ گئے بہم
بنے شہاب ثاقب ایک دم
اور آسمان میں شگاف ڈالنے لگے
کنوؤں کو زلزلوں نے یوں اچھالا دفعتاً
کہ جو کنویں تھے اونچے اونچے اب مینار ہیں۔
پھر ایسے میں جو آئے فرس پہ ''قہر'' کے سوار
بلند کیوں کرو نہ تم بھی نعرے انقلاب کے
بغاوتوں کے گیت کیوں نہ گاؤ سینہ تان کے
قیامت آئے گی تو آئے لرزہ کیوں ہے تیرے جسم میں
پیام یہ تو آفرینشِ جہانِ نو کا ہے
زمانہ آ رہا ہے وہ کہ رہ نہ جائیں گی
کہیں برائے نام بھی

کثافتیں، حقارتیں، کمینگی
مگر قیامت اور اس کی کل تباہ کاریوں کے باوجود
جمالِ ذاتِ ذوالجلال کو قیام ہے، دوام ہے
وہی بسائے گا دوبارہ اس جہانِ حسن و رنگ کو۔
ہر ایک چیز جب رنگیلی اور رسیلی بننے والی ہے
بلند کیوں کرو نہ تم بھی نعرے انقلاب کے
بغاوتوں کے گیت کیوں نہ گاؤ سینہ تان کے
یہ بننا اور بگڑنا جب فقط ہے ایک کھیل سا
تو خوف کیا، خطر فضول
کہو یہ دلہنوں سے وقت ہے
ترانے چھیڑ دیں سہاگ کے
جلائیں چوکیں کنواریاں
کہ ظلمت و تباہی کا لباس قطع ہو چکا
جہان حسن کے لیے
تباہیوں کے بعد جب دوبارہ خلق ہو گا حسن
بلند کیوں کرو نہ تم بھی نعرے انقلاب کے
بغاوتوں کے گیت کیوں نہ گاؤ سینہ تان کے

باغی

مترجمہ :اثر لکھنوی

جواں مرد کہ دے میں ہوں سربلند
تناور ، تنو مند اتنا بلند
کہ قد کش ہمالہ میرے سامنے
''سوالک'' کے مانند ہے سر نگوں
بہادر یہ کہ دے فلک چیرتا
مہ مہر و انجم کو بھی روندتا
سکونِ ارم میں خلل ڈالتا
جہنم کے طبقے الٹتا ہوا
مچاتا دلِ عرش میں تہلکہ
میں تمثال حیرت کی خود بن گیا
جواں مرد کہ دے میں ہوں سر بلند
ہمیشہ رہے گا مرا سر بلند
میں سرکش ہوں ،آتش زباں ،سنگدل
قیامت کے آشوب کا ہوں ہم عناں
تباہی ہوں دہشت ہو ں، طوفان ہوں
سراپا ہلاکت کا سامان ہوں
ہر اک چیز ایک ضرب میں چور چور
دلِ بے گداز و سرِ پر غرور ہوں
وہ پیکر ہوں وہ لاابالی ہو ں میں
کہ اک کھیل ہے توڑ دینا اصول
کچل دینا ہر ایسے قانون کو
بہائے جو انصاف کے خون کو

اڑا دوں ہر آئین کی میں دھجیاں
بھلا کیا ضوابط کی پابندیاں
مجھے جان بربادی کا دیوتا
تباہی کا پھنکارتا اژدہا
نہ ہو گر موسم بھی برسات کا
میں برسا ہی دیتا ہوں اک دونگڑا
جواں مرد کہ دے میں ہوں سر بلند
ہمیشہ رہے گا میرا سر بلند
میں باغی ہو بھارت کا سرکش پسر
میں آندھی ہوں،سرسر ہوں،بادِ سموم
جھلتی ہوئی لو کا جھونکا ہو ں میں
بگولہ میں‌لو کا ہوں ، شعلہ ہوں میں
مری راہ میں جو بھی حائل ہوا
کیا بند بند اس کا میں نے جدا
میں ہو ں رقص ان وحشیوں کا کہ جو
تھرکتے ہیں خود اپنی ہر تال پر
تمدن کی راہوں سے بیگانہ ہوں
ہے آزادی شمع اور میں پروانہ ہوں
سپاہی کا ہوں گیت آتش فروز
چتاسے ہے بڑھ کے مرے دل کا سوز
میں صحرا کا ہوں جھلماتا سراب
مرا کارواں ، اضطراب، اضطراب
میں چلتا ہوں چل کے ٹھٹکتا بھی ہوں
سنبھلتا سنبھل کے لہکتا بھی ہوں
ہر اک گام پر لغزشیں بے شمار

تڑپ برق کی رعد کا اضطرار

☆

جو آجائے جی میں وہ کرتا ہوں میں

جو عالم پہ چھایا وہ خطرہ ہو میں

ھنسی کھیل ، پیکار ہے موت سے

عدو ہے مرا لوہا مانے ہوئے

وہ امراض جن کا ہے انساں شکار

جیئے اور رہے موت کا انتظار

پئے سر کشاں کوہ آتش فشاں

جلو میں لیے سیل آفت نشاں

اس انداز کی ہے مری ترکتاز

ستیزندہ ہو تیز پرِ شاھباز

☆

جواں مردکہ دے میں ہوں سر بلند

ہمیشہ رہے گا مرا سر بلند

میں ہوں رند سر مست بزمِ ازل

باندازِ ہستی ہوں خانہ خراب

مجھے کوئی طاقت دبائے گی کیا

چھلکتا ہی رہتا ہے جامِ حیات

☆

جو بیدی پہ جلتی ہے وہ آگ ہوں

بیک وقت آتش اور آتش پرست

میں ہی راہِ تخریب و تعمیر ہوں

میں ہی موجدِ حرف و تعبیر ہوں

میں ہی شہروں کی گہما گہمی بھی ہوں

اداسی بھی گورِ غریباں کی ہوں
میں ہی پہلی شب کا ہوں پیغام بر
میں ہی صبحِ روشن کا روشن گہر
لئے ایک مٹھی میں ہوں چاند کو
سوار جبیں مطلعِ مہر ہے
بگل ہے لڑائی کا اک ہاتھ میں
تو اک ہاتھ میں گن بھری بانسری
مہا دیو ہوں ، وہ مہا دیو ہوں
سمندر سے جس نے متھا زہر کو
اور اس زہرِ قاتل کو خود پی لیا
ہر اک بوند تھی جس کی جلتا دیا

☆

مہادیو ہوں ، وہ مہا دیو ہوں
کہ گنگا ہے زلفوں میں جس کی اسیر
خودی کی فقط اپنی بندہ ہو ں میں
کہیں اور گردن جھکاتا نہیں

☆

لپکنے میں کوندا ،چمکنے میں برق
گرجتا سرافیل کا صور ہوں
قیامت کے دیوتا کا پرچم ہوں میں
مرصع عصا دستِ جبریل ہوں
پجاری میں ایسے رسولوں کا ہوں
ستائش گر ان کے اصولوں کا ہوں
کہ جن کی جبیں کی اک ادنیٰ شکن
بدل دیتی ہے رنگِ چرخِ کہن

☆

جہاں سوز ، آتش کا پر کالا ہوں
وہ ٹھٹھا نکلتا ہے جو روح سے
سڑا اور بوسیدہ ہے یہ سماج
اسی وجہ سے اس کا دشمن ہوں میں
عظیم ایک شعلہ ہوں اس کے لیے
مٹانے کا اس کے تہیہ کیے
تپش چلچلاتی ہوئی دھوپ کی
شر انگیز ہوں، امن پرور کبھی
رگوں میں جوانی کا خوں جوش زن
سرور آپ جھوم اٹھے ایسا سرور

☆

جواں مردکہ دے میں ہوں سر بلند
ہمالہ کی بھی چوٹیوں سے بلند
ہوا کا ہوں زناٹا دریا کا شور
جہندہ، فگندہ، رواں اور دواں
دھکتا ہوا اور لپکتا ہوا
کہ جیسے ہو شعلہ بھڑکتا ہوا

☆

میں نغمہ ہو ں بہتے ہوئے پانی کا
اور اٹھلاتی موجوں کی وہ راگنی
ہوا چھیڑ دے گنگنا کر جسے
کہیں پاس ہی جیسے پائل بجے
بندھا جوڑا کنواری کے بالوں کا ہوں
جو ترچھی نظر سے چلے ہو خدنگ

حسینہ کا وہ بوسۂ اولیں
کہ جس کی حلاوت کو حد ہی نہیں
ترنگیں ہیں میری بہار آفریں
مجھے آفریں بار بار آفریں

☆

طربناک بھی غم کشیدہ بھی ہوں
جواں بیوہ کی آہ گھونٹی ہوئی
کسی ٹوٹے دل کی سسکتی پکار
گلے مل کے رخصت ہو جس کی بہار
مسافر کا غم اس مسافر کا غم
جو گم کردہ منزل ہے درماندہ ہے
فغاں اور ان دل جلوں کی فغان
کہ حل جس میں ہیں زہر کو تلخیاں

☆

جسے حسن ٹھکرا دے وہ دل ہوں میں
تڑپتا نہیں اور بسمل ہوں میں
غیور اور مجبور کی بے کسی
کہ دل خشم ناک اور لبپر ہنسی
وہ اندوہ جو دل پہ چھایا رہے
اجالے کے بدلے اندھیرا رہے

☆

میں ہوں راکبِ دوشِ برق و صبا
چھلاوا ہے میری چھلانگوں سے دنگ
میں ہی زلزلے کا بھی خلاق ہوں
کہ لرزہ بر اندام دنیا رہے

کشن سے مکٹ لے کے آیا ہوں میں
تو جبریل سے جگمگاتا عصا
بڑا شوخ ،بے چین،بے باک ہوں
کہ آنچل کو بھی مادرِ گیتی کے
دبا کر کیا دانت سے تار تار
لبوں پر فغاں آگئی بار بار
میں ہی بنسی ہوں شیام کے ہاتھ کی
ہو ں اک تان متوالی جادو بھری
اٹھا سن کے ساگر گرجتا ہوا
اور اس سہمی دھرتی کا بھوسہ لیا
ملا چین منہ ڈھانپ کر سو گئی
کلی کی طرح مسکراتی ہوئی
بپھرتا ہوں تو کانپتا ہے فلک
پڑی جاتی ہے سرد نارِ جحیم
وہ ساون کی ندی ہوں چڑھتی ہوئی
ابلتی ہوئی اور بڑھتی ہوئی
زمیں کو جو شاداب کرتی رہے
کبھی گھر کی پونجی کو بھی لے بہے

☆

میں دم دار تازہ ہو ں، مریخ ہوں
فرشتوں کا ہوں آتشیں گرز بھی
جو ہے ناگ کی پھن میں وہ من بھی ہوں
ہری بس بھری پتلی ناگن بھی ہوں

☆

جواں مردکہ دے میں ہوں سر بلند

ہمیشہ رہے گا مرا سر بلند
بغاوت پسندوں کا سردار ہوں
جہاں ظلم ہے گرمِ پیکار ہوں
نہ میں سختیاں سہنے سے ڈر گیا
بہا خون اتنا کے جی بھر گیا
مگر مطمئن ہوں گا اس روز میں
فضا میں نہ اٹھ اٹھ کے جب گونجے گی
تھکی ماندی فریاد مظلوموں کی
ہنسی جس کی اکثر اڑائی گئی
دمِ جنگ جب خنجر و تیغ کے
سنائی نہ دیں گے ترانے مہیب
یہ باغی جو اکتا گیا جنگ سے
جبھی ہو گی خاموش اس کی زباں

☆

میں وہ ''بھرگو'' ہوں جس کے نقشِ قدم
ہوئے ثبت سینے پہ ''بھگوان'' کے
وہ قسمت کے ظلم و ستم کی ہے جڑ
سڑک جاؤں کا اس کا رس بوند بوند
وہ باغی ہوں نیرنگِ قدرت کو جو
توھم پہ قائم ہے جس کی بنا
فقط ایک جھٹکے میں ٹکڑے کرے
انہیں ہیں انہیں کھردرے ہاتھوں سے
وہ باغی ہوں جس کی فنا ہی نہیں
کنارِ ازل میرا گہوارہ ہے
میں ٹھکرا کے دنیا کو پھر ایک بار

کھڑا سینہ تانے ہوں اور سر اٹھائے
بلا سے جو تنہا و بے یار ہوں
اکیلا میں اک موجِ قہار ہوں

☆

کبھی جسمِ دوشیزہ کی سنسنی
محبت کے بوسے نے دے کر جو لی
نظر بازیاں شاہدِ شوخ کی
جو پردے سے جھانکے پھر آنکھیں چرائے
نہ دیکھا کہ دیکھا یہ الجھن رہے
کبھی کچھ کہے دل کبھی کچھ کہے
چتر اور چت چور کا عشق ہوں
اسی کی مہکتی ہوئی سانس بھی
اسی کی ہوں چوڑی کی جھنکار بھی
ہلا دیتی ہے دل کے ہر تار کو

☆

وہ دیہاتی لڑکی وہ مستِ شباب
وہ رنگت تورئی کا ٹپکا شہاب
سمٹتی نہیں ہے کہ رکتی نہیں
جھجکتی نہیں ہے کہ جھکتی نہیں
جتن کون سے ہیں جو کرتی نہیں
جوانی ہے دبتی دبائے کہیں
نچوڑ اس کی رعنائیوں کا ہوں میں
نتھار اس کی برنائیوں کا ہوں میں

☆

جواں مردکہ دے میں ہوں سر بلند

ہمیشہ رہے گا مرا سر بلند
زمانے کا دیکھے نشیب و فراز
کبھی ناز پرور کبھی محوِ ناز
متین اک ترانہ ہوں شاعر کا میں
چلا جا رہا ہے جو گاتا ہوا
جو سوتے ہیں ان کو جگاتا ہوا
قدم بے محابا اٹھاتا ہوا
باندازِ گل زخم کھاتا ہوا
ہر اک زخم پر مسکراتا ہوا
دلِ بے قرار پر آشفتہ ہوں
کشندہ بھی ہوں اور کشتہ بھی ہوں
وہ سورج ہوں برسا رہا ہے جو آگ
کسی سے عداوت نہ بیر اور لاگ

☆

میں ہوں کوہساروں کا وہ آبشار
پٹکتا ہے سر کو جو دیوانہ وار
سراپا تلون ، سراپا خروش
امنگوں میں ہیجاں ارادے میں جوش
کبھی قلب مدہوش کا ہوش ہوں
خود اپنی تمنا کی آغوش ہوں
بلندی و پستی کی ہوں انتہا
ثریا سے اونچا کبھی زیر پا
گڑا دارِ فانی میں جھنڈا مرا
تغیر کہے گا فسانہ مرا
باندازِ طوفاں گرجتا ہوا

جھپٹتا ہوں تالی بجاتا ہوا
زمان و مکاں ہوتے ہیں ہم نوا
ہر اک گام پر حشر تازہ بپا
وہ سرطان پشتِ زمیں کا ہوں میں
کہ جو کام کرتا رہے آگ کا

☆

جواں مرد کہ دے میں ہوں سر بلند
ہمیشہ رہے گا مرا سر بلند
میں وہ جنگ کی دیوی ہوں جس کا سر
ہتھیلی پر اس کی تھا وقت نبرد
نہا کر جہنم کو جب آگ میں
میں ہنستا ہوں تو منہ سے جھڑتے ہیں پھول
میں فانی بھی ہوں اور باقی بھی ہوں
ازل سے ابد تک مری دوڑ ہے
وہ وحدت ہے بالا جو کثرت سے ہو
فرشتہ ہو انساں کہ شیطان ہو
سبھی کے لیے باعثِ خوف ہوں
سبھی ہیں مرے سامنے سر نگوں
نہ کھائی کبھی اس جہاں میں شکست
نہ پائی کسی امتحاں میں شکست

☆

خدا یعنی انسان کامل ہوں میں
بہشت و زمیں اور زیرِ زمیں
یہ ہیں کل کی کل جلوہ گاہیں مری
مری خلوتیں ، بارگاہیں مری

لیے پھرتی ہے مجھ کو شوریدگی
جنونِ محبت کی وارفتگی

☆

جواں مرد کہ دے میں ہوں سر بلند
ہمیشہ رہے گا مرا سر بلند
یہ خوں ریزیاں ختم ہو جائیں گی
یہاں ہوگا امن و اماں کا قیام

☆

سیہ خانہ ٔ دہر محبس جو ہے
بجا دوں گا میں اینٹ سے اس کی اینٹ
نئ ایک دنیا بسے گی یہاں
نہ ہو گا کوئی جس میں بے خانماں

☆

میں تحت الثری کا بلانوش ہوں
جہاں ہونکتی آگ کا شور ہوں

﴿مجاہد کی صدا﴾

مترجمہ :اثر لکھنوی

گھٹائیں، قبر سی تاریک راتیں، آندھیاں، طوفان
یہ شاہد ہیں کہ سونپی ٹوٹی کشتی میں نے موجوں کو
مرے نقشِ قدم کو دیکھنے کیا کیا مچلتی ہیں
نکل کر بجلیاں، ابرِ سیہ کی خوابگاہوں سے
مرا سایہ جہاں پڑتا ہے ،ویراں راہ گزاروں پر
وہاں سے پھوٹتی ہیں کونپلیں انگڑائیاں لیتی
مرے نوحوں کو سن کر زندگی کی سانس لیتا ہے
چراغِ کشتۂ گورِ غریباں، جھرجھری لے کر
نئ شمعیں فروزاں کر رہا ہوں ہر شبستاں میں
حیاتِ نو فراتِ کربلا کا تیز دھارا ہے
مگر ساحل مرے دریا کا قربانی کا پیاسا ہے
ادھر لشکر ستم کے موج در موج اڈے آتے ہیں
میں اس دریا کو پیغام عطش اپنا سناتا ہوں
علی کے لال نے جو روزِ عاشورہ سنایا تھا
کوئی فرعون جب اٹھتا ہے موسیٰ کو مٹانے کو
اسے میں نیل کا سیلاب بن کر غرق کرتا ہوں
کوئی نمرود جب اس نعرہ ٔ حق کو دباتا ہے
لب ِ معجز بیاں پر جو خلیل اللہ کے جاری تھا
دوبارہ گل کدہ آتش کدے کو میں بناتا ہوں
گھٹائیں، قبر سی تاریک راتیں،آندھیاں ،طوفان
یہ شاہد ہیں کہ سونپی ٹوٹی کشتی میں نے موجوں کو

☆

وطن، سبھے وطن کو درسِ جرأت آزما دے کر
دل پیری میں بھرتا ہوں امنگیں نوجوانوں کی
بہارِ جاودانی کی
اڑا لیتی ہے جاں بازی مرے روشن میناروں سے
دھکتی،اڑتی اور بپھری ہوئی وحشی ہواؤں کو
ڈگر کانٹوں بھری ہے،روندتا جاتا ہوں کانٹوں کو
لٹاتا مال و زر،سکھ اور جوانی ،عیش سامانی
بندھی ہے آس شاید بعد میرے اس طرف آئیں
حیاتِ نو کے رہرو نابلد ان رہ گزاروں سے
افق پر جشن ِ آزادی کا پرچم جب کے لہرائے
اورآنکلوں ادھر بھی شام کے رنگیں دھندلکے میں
تو اک بار آنکھ اٹھا کر دیکھ لینا چرخ کی جانب
مجھے تم مسکراتا پاؤ گے تاروں کی محفل میں
گھٹائیں ،قبر سی تاریک راتیں،آندھیاں ،طوفان
یہ شاہد ہیں کہ سونپی ٹوٹی کشتی میں نے موجوں کو

طائرِ صبح

مترجمہ :اثر لکھنوی

صبح کے طائر! ترا آج سے میں بھی ہوا
ہم سفر و ہم نوا
بنسی میں اپنی ترے نغمے جو معصوم ہیں
آج سموتا ہوں، موتی پروتا ہوں
جب ملے دونوں کے سُر اور،ہی تھا کچھ نکھار
اور ہی کچھ شان تھی، اور ہی تھی کچھ بہار
گیت جو گاتا ہے تو صبح کو یا شام کو
ہوتے ہیں وہ پر فشاں
یہ نہیں کھلتا کدھر
دیس ہے وہ بے نشان
گونج تیرے گیت کی بن گئی ہے من کی ہوک
ندی کی لہروں سے جو کرتی ہے اٹھکیلیاں
اور انہیں کی طرح لیتی ہوئی کروٹیں
یہ بھی ہے پیہم رواں
تال پر ان کی میری نظم کی متوالی بحر
ہوتی ہے مصروفِ رقص
ساتھ ہی سنگیت میں ناچتی ہے گت نسیم
پاؤں میں ہیں شبنم کے قطروں کے گھنگرو بندھے
چھیڑے گا جو راگ تو اس کی سرگم پر اب
برسے گی برکھا مرے شعرِ گوہر بار کی

نغموں کو سن کر ترے رات کے سناٹے میں
ہوتے ہیں اوپر تلے بن کے بسیوں کے دل
رنگ رنگیلی شفق گود میں سورج لیے
جھانکتی ہے صبح کے غرفۂ گل بار سے
گائے بھی چرواہے کو اپنے جگانے لگی
گھنٹی گلے میں جو ہے اس کو بجانے لگی
میں نے بھی او باؤلے تان اڑائی تری
وہ تری اونچی اڑان، اس کا اتار اور چڑھاؤ
مجھ سے نہاں اب نہیں
جنبشِ پر سے تری، دل کو اجالا ملا
کھائی اندھیرے نے بھی سامنے آ کر شکست
راہ لی تنہائی کو ہو کے خفیف اور خوار
آ گیا کھلنا ادھر منہ بندھی کلیوں کو بھی
رفعتوں پر میں بھی ہوں گا اب غزل خواں یونہیں
پا کے اشارہ مرا چمپا کی بل کھائی بیل
سجدے میں جھک جائے گی

☆

صبح کے طائر تجھے یاد ہے اک لمحے کو
تیرے نشیمن میں تھا میں نے بسیرا کیا؟

☆

آہ! اے شباب، طائرِ فرخندہ فال
تیرے مدھر گیت کی تھرتھری سے بج اٹھا
دل کی امنگوں کا ساز

تیری نوا کی کرن ہو گئی ضو فگن
چاک جگر شب کا تھا، ظلمتیں کافور تھیں
مہر کے ماتھے پہ جو داغ دھندلکے کا تھا
دھو گیا یک بارگی
صبح درخشاں ادھر، شام ادھر تابناک
مندروں میں جلتے ہیں جوت کی ترے چراغ
چھوٹ اسی کی تو ہے راہ دکھاتی جو ہے
ناؤ کو منجدھار میں
بے بصر آنکھیں مری اس سے ہی روشن ہوئیں
اور بسانے چلیں ایک جہاں حسن کا
شہپر تخئیل پر

ناخدا

مترجمہ :اثر لکھنوی

مسافرو ! کچھ خبر ہے تم کہ کیسی راہوں سے ہے گزرنا
اندھیرے میں، آدھی رات بیتے؟
کہیں ہے اک لق و دق بیاباں، کہیں ہے بپھرا ہوا سمندر
پہاڑ باتیں فلک سے کرتے
(فلک کی مانند سنگ دل ہیں)
امنڈتا طوفاں، پھٹتی موجیں، تھپیڑوں میں ناؤ ڈگمگاتی
ادھر اڑے بادلوں کے ٹکڑے
ادھر سراسیمہ نا خدا ہے
سنبھالے پتوار اس گھڑی جو،وہ کون تم میں سے مرد ایسا؟
کوئی یہ ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے''جو بہادر ہیں آگے آئیں'
بڑی بکٹ چڑھ رہی ہے آندھی
مقابلہ کچھ نہیں آساں
قدم قدم پہ ہے جان جوکھوں
لگانا پھر بھی ہے پار بیڑا
کمر کسے مستعد رہو تم، وطن کے اے سورما جوانو!
دبا ہوا سوز مدتوں کا یہی ہے تحریک رہ نوردی
اندھیری ہے رات اگر تو غم کیا،رواں ہو، ہاں کارواں رواں ہو
بھڑک اٹھی ہے وہ آگ جو تھی بھری ہوئی دکھ بھرے دلوں میں
اسی کو مشعل بنا کے ہم نے تلاش کرنا ہے اپنی منزل
غریب، بے بس ہے قوم جس کا سفینہ منجدھار میں پڑا ہے

وہ ڈوبنے کو ہے، دیکھیں وعدے کو نا خدا کیا نبھاتا ہے
وطن کی آزادی کا ہے وعدہ
سبھی کو طوفاں کا سامنا ہے
سبھی کو اک ساتھ ہے گزرنا
پہاڑ حائل وہ مشکلوں کے کہ چھکے چھوٹیں بڑوں بڑوں کے
کڑاکے، بجلی کے یہ کڑاکے، نہ کیوں وہ کانپیں جو تھڑ دلے تھے
تو ناخدا تو بھی ہچکچائے گا، ناؤ منجدھار میں پھنسا کر؟
نہیں نہیں ! پار اتار دے گا تلاطم اور باڑھ سے بچا کر
یہ سامنے جنگ کے ہیں میداں کہ جن کی مٹی ہوئی شفق گوں
لہو بہا جیتا جیتا اتنا
مگر نہ کر کچھ بھی اس کی پروا
یہ سچ ہے خورشیدِ اوج اپنا ہوا ہے کب کا غروب لیکن
وہ جگمگا تا طلوع ہوگا، ہمارے ہی خون میں نہا کر
جنہوں نے جانیں نثار کر دیں ترانے گا گا کے زندگی کے
وہ تجھ کو حسرت سے تک رہے ہیں
کہ لایا کیا تحفے ان کی خاطر
ہوا ہے ختم امتحان ان کا
تری ہے درپیش آزمائش
نجات کا تو ہے کس کی جویا؟
ادھر ہے انسانیت ، ادھر تو
سنبھل سنبھل! ناؤ ڈگمگاتی ہے، پانی بانسوں اچھل رہا ہے
خبر سفینے کی ناخدا لے!
بڑا کٹھن مرحلہ، لیکن
لگانا پھر بھی ہے پار بیڑا

بنتِ حوا

مترجمہ :اثر لکھنوی

مری نظر میں مساوی ہیں مرد اور عورت
مفید ہے کہ مقدس کے کار آمد
جہاں میں جو کچھ بھی،
وہ نصف مرد کا بخشا ہے ، نصف عورت کا
یہاں کا جو بھی ہے سرمایہ، اشک ہوں کہ گناہ،
مصیبتیں، دکھ، درد،
وہ نصف مرد کا ہے تحفہ، نصف عورت کا
جو تجھ کو کہ کے ''جہنم '' نفور ہے تجھ سے
اسے جواب دے:''عورت نہیں گناہ کی جڑ
یہاں گناہ کا ابلیس نے ہے بس بویا
تمہیں بتاؤ کہ ابلیس نر ہے یا ناری''؟

☆

یہان پھلاری ہے، پھلواری ہے کہ میوے ہیں
کیا ان کو عطا رنگ روپ عورت نے
اسی کا نکہت و شیرینی بھی عطیہ ہے

☆

نظر میں تاج محل کے ہیں سنگ تو، لیکن
جو اس میں روح ہے دوڑی ہوئی ،کبھی دیکھی؟
کہ محوِ خواب ہے ''ممتاز'' اندرونِ محل
تو انتظار سراپا ادھر ہے شاہجہاں

درونِ خانہ نہیں بلکہ آستانے پر
جہاں میں لے کر تپش دھوپ کی جو مرد آیا
تو عورت آئی جلو میں لیے ہوئے اپنے
سکونِ نیم شبی و نسیمِ صبح گہی

☆

وہ دن کو محنت و امید ہے تو شب کو دلہن
جو مرد تشنگی دشت لے کے آیا ہے
تو شہدِ زیست مہیا کیا ہے عورت نے
زمیں کو محنت و طاقت سے مرد نے توڑا
تو اس کو کر دیا شاداب کس نے؟ عورت نے!
اور اس قدر کے نہیں کھیتوں پہ ہی کچھ موقوف
ہر یک مرد کو آنکھوں میں پھولی ہے سرسوں

☆

چلا کے ہل جو کیا کھیت مرد نے تیار
تو اس کے ساتھ ہی عورت نے آبپاشی کی
اگایا پودوں کو جب آب و خاک نے مل کر
سنہرا روپ لیا بالیوں نے دھان کی بھی

☆

وصال وہجر نے عورت کے مرد نے پایا
وہ سوزو ساز کہ شاعر کا دل کہیں جس کو
جو شاعری بنیں باتیں تو لفظ گیت بنے

☆

یہ مرد ہے بھی اگر دیوتا تو وہ ”دیوتا“ لے
کہ حکم باپ کا پائے تو ماں کو قتل کرے
گئے وہ دن کہ آزاد تھے خود تو مرد، مگر

سمجھتے تھے کہ ہے زن ان کی زر خرید کنیز
ہے اس زمانے میں رسم و رواجِ ہمدردی
خلوص و انس کے ہوتے مکمل آزادی
کسی کی قید میں کوئی نہ اب رہے گا یہاں

☆

جو رکھا قید میں عورت کو اب بھی مردوں نے
تو یاد رکھیں کہ وہ بھی زمانہ دور نہیں
مریں گے قیدیوں کی موت قید خانوں میں
زمانے کا ہے دستور جو بھی دے آزار
وہ اپنے واسطے اک روگ مول لیتا ہے
جو دوسروں کی اذیت کا ہوتا ہے درپے
بلا تا اپنی ہی شامت وہ آپ ہے لاریب

☆

یہ چاندی سونے کے زیور کے قید خانے میں
تجھے اسیر کیا کس نے ،کون ظالم ہے؟
تجھے یہ شوق نہیں کیا کہ تو بھی ظاہر ہو؟
تو کیا تو اتنی ہے بزدل کہ پردے سے بولے؟
تو کیاتو مرد کی آنکھوں میں ڈال کر آنکھیں
اسے اصولِ محبت سکھا نہیں سکتی؟
پڑی ہے ہتھکڑی کنگن کی ہاتھ میں تیرے
تو بیڑی بن گئی یہ ترے پاؤں کی چھاگل
تو اپنے چہرے سے گھونگھٹ کو نوچ ڈال اب تو
یہی ہے جس نے ہے بزدل تجھے بنا رکھا
اسے جلادے غلامی کی توڑ کر زنجیر
یہ زیورات علامات ہیں باندی ہونے کی

انہیں بھی توڑ کے پھینک دو
تو پیاری بیٹی ہے دھرتی کی،اس کی زینت ہے
تو کوہ و دشت میں کیوں گونجتے نہیں تیرے گیت
مثالِ طائر آزاد نغمہ پیرا ہو

☆

پروں پہ رات کی ہو کر سوار راجہ یم ۲
اچانک آیا تجھے کر گیا اسیرِ قفس
جبھی سے ایڑیاں اب تک رگڑ رہی ہے تو
پڑی ہے موت کے زنداں میں بے کس و ناچار
بڑی ہی نحس وہ ساعت تھی جب اندھیری رات
زمین پہ ہوئی نازل تجھے جکڑنے کو
گرا دے آج تو ''محبسِ یم'' کی دیواریں
نکل اندھیرے میں ناگن کی طرح بل کھاتی
یہ تیری ٹوٹی ہوئی چوڑیاں دکھائیں گی راہ
مگر یہ بات رہے دھیان میں ترے ، ماتا
وہ ہاتھ جن سے پایا ہے جام امرت کا
انہیں نہ زہرِ ہلاہل کا آج گھونٹ پلا
جبھی پکاریں کے جیکار مرد تیرے لیے
اور آسمان و زمیں ان کے ہم نوا ہوں گے

حواشی:

۱ پرش رام،جنہوں نے اپنے باپ کا حکم پا کر ماں کو قتل کیا تھا۔

۲ موت کا دیوتا

سنگھار

مترجمہ :سلیم اللہ فہمی

میرے سپنوں کی رانی

تجھ کو سوسو جتن سے سجاؤں گا میں
پیاری
تیرے جوڑے کی خاطر فلک سے سبھی
توڑ لاؤں گا تاروں کے میں پھول ابھی
تیرے کانوں میں جھمکے پہنانے کو میں
چیت کے ماہ کا لہلہاتا، مدھر
تیسری شب کا باریک نازک چندر
آسماں کی جبیں سے چرا لاؤں گا

میرے سپنوں کی رانی

بھولی بھالی حسینہ مری لاڈلی
تیری گردن کی شوبھا بڑھاؤں گا میں
راج ہنسوں کو پیاری قطاروں ہی کی
جھومتی گردنوں کی بہاروں سے میں
ایک مالا بناؤں گا تیرے لیے
تیری زلفیں جو الجھی سحابی سے ہیں
ان کو سلجھا کے گوندوں کا چوٹی تری
لے کے بجلی کے زریں فیتوں کے تار

میرے سپنوں کی رانی

چاندنی اور چندن کو حل کرکے پھر

خاص ابٹن بناؤں گا، تیرے لیے
جس سے ہو گی بدن کی مہک اور تیز
یہ جو قوسِ قزح سات رنگوں کی ہے
دیکھنا چھان کر اس کی سب سرخیاں
تیرے تلووں پہ لالی چڑھاؤں گا میں
میرے سپنوں کی رانی

ہوں میں شاعر، ہے موسیقی باندی مری
سات سُر سے کروں گا میں تخلیق ابھی
اک شبستاں ترے عیش کے واسطے
اور پھر تیری ہستی کو کر کے محیط
میرے گیتوں کا ، نغموں کا بلبل جو ہے
ایک عالم کو ششدر بنا جائے گا
میرے سپنوں کی رانی

﴿جھومر﴾ [1]

مترجمہ :سید ذوالفقار علی بخاری

(ان گیتوں کوموسیقی کی دھنوں میں باندھا گیا ہے)

رم جھم جھم جھم رم جھم جھم
خرما کے پتوں سے گھنگرو بجاتا کون گیا؟ کون گیا!
راکھ کے رنگ کا آنچل اڑتا جائے۔لو! ہوا!
صحراؤں کی لو!
ابرو اس کے جیسے دھنک اور جسم اٹھتی تلوار
رہ میں چلتے چلتے اس نے توڑا پتھر ہار
پھول سراپا، گل کی رنگت رخساروں کی لالی
عید کا چاند بھی چاہے
کون گیا؟ کون گیا!
رم جھم جھم جھم رم جھم جھم
عربی گھوڑے پر یوں بیٹھے جیسے ہو شہزادہ
صحراؤں کی راہوں پر وہ ڈھونڈ رہا ہے سراب
ایسی کھوج میں کئی شہزادوں نے جانوں کو ہارا
جنگلی ہرن کتنے ہی اس کی چاہ کے پیاسے
کون گیا؟ کون گیا!
رم جھم جھم جھم رم جھم جھم

حاشیہ:

[1] بنگالی گیتوں کی ایک صنف اپنی مخصوص دھن کے اعتبار سے ''جھومر'' کہلاتی ہے۔

بھیروی

مترجمہ : عبد الرحمٰن بیخود

(بنگلا اور اردو کی بحریں تقریباً متوازن ہیں)

کیا کرو گے جان کے پیارے کیوں آنکھوں میں آنسو ہے
تم ہو سکھ کو سیج پہ سوئے جس میں پھول اور خوشبو ہے

کیسے تمھیں سمجھاؤں گا یہ، تم ہو ابھی بھولے بھالے
ڈستی ہے کیسے پھول کے دل کو آگ کی ناگن پیارے

ایسے بھی کچھ پھول ہیں جن سے ہار بنائے جاتے ہیں
ان کی بھی قسمت کو دیکھو یونہی جو کمھلاتے ہیں

رات میں تارے ٹوٹتے کیوں ہیں پیر فلک کی آنکھوں سے
ساون کی بدلی بن بن کر -یا پھر شبنم کے قطرے

رات کی خاموشی میں پپیہا جیسے شور مچاتا ہے
یونہی عبث ناکامِ محبت بھی آنسو برساتا ہے

کون سکھائے اس کے آنسو غم کی اندھیری راتوں میں
جیسے چکورا چاند کو ڈھونڈے اٹھ اٹھ کر برساتوں میں

کون بسا ہے آنکھ میں شاعر کس پر تو دل وارا ہے
کس کی نظر کی جیت ہوئی یا خواب میں تو دل ہارا ہے

(از نذرل گیتیکا)

﴿سنہری لڑکی﴾

مترجمہ :عمر احمد عثمانی

جاتی ہے کدھر کشتی میری، وہ کون سنہری بستی ہے؟
وہ کس کا سنہرا گاؤں ہے، وہ کس کی سنہری بستی ہے
جاتی ہے مخالف سمت کو کیوں، حالانکہ ہوا بھی موافق ہے
یوں کھینچ رہا ہے کون اس کو،کیا یہ بھی کسی پہ عاشق ہے
گو ٹوٹ چکی کشتی میری،کیا خوف ہے بیڑا پار ہے اب
ہے دردِ محبت کی باری، یہ درد ہی کھیون ہار ہے اب
تم کیا ہو ،کہاں سے آئی ہو ،ہاں کیسے نظارے کرتی ہے؟
کس عالمِ خواب کی باسی ہو، کیوں مجھ کو اشارے کرتی ہو؟
طوفانی شب میں بلاتی ہو، کیوں مجھ کو بجھا کر گھر کے دیے؟
یہ جذب وکشش کے زور تمھیں آخر لاکر ہیں کس نے دیے؟
تم کون ہو،سن کر میرا سہانا راگ یہاں کیوں آئی ہو؟
کیوں مجھ پہ نچھاور کرنے کو گل ہائے عقیدت لائی ہو؟
اس ٹوٹی ہوئی کشتی کو کہاں تم کھے کھے کر پہنچاؤ گی؟
کیا اپنے سنہرے دیس میں تم اس عاشق کو لے جاؤ گی

عمرؓ

مترجمہ :ش -حقی

شب تاریک میں
اک دور کی مسجد سے آتی ہے
صدا اللہ اکبر کی!
مجھے لگتی ہے آوازِ موذن دل گداز ایسی
کہ جیسے کوئی وامانده
لٹا کر اپنا سب کچھ دے دہائی اپنے مالک کی

ہے تیرا نام بھی سالارِ امت ان صداؤں میں
موذن اس کو کیا جانے
مگر اس کی صدا میں گونج ہے اس نامِ نامی کی

اچانک کان میں آئی صدا اللہ اکبر کی
میں تعظیماً گھڑا ہو جھانکتا ہوں، اپنی کھڑکی سے
اجالا ہو گیا ہر سو
کہ شاید چاند ظلمت سے نکل آیا
نہیں شاید یہ ہے چہکار بلبل کی
چکورے کی صدا ہوگی
میں حیران و سراسیمہ پلٹ آیا ہوں بستر پر
سرھانے بول اٹھا گھنٹہ ''گئے وہ دن، گئے وہ دن'
یہی ہے وہ صدا شاید

یہی ہے وہ نوائے جاں فزا شاید
جو بازوئے محمد ،فخر امت
دوستدارِ دیں عمر فاروق کے ہونٹوں سے نکلی

سنائی اے پناہِ دین فقط اپنی صدا تونے
ضرورت تو میری دنیا کو تیرے دم قدم کی تھی
چھپا ہے آفتاب اسلام کا ظلمت کے پردے میں
سمٹتی جارہی ہیں دن بدن تابانیاں اس کی
صداقت کا اجالا ہو گیا کافور نظروں سے
جھلک سی جیسے جگنو کو ہے باقی ورنہ تاریکی

جہاں کو یاد ہیں اب تک وہ دن اے دین کے رہبر
یہ دنیا گھومتی تھی تیری انگلی کے اشاروں پر
وہ دن بھی، رکھ دیا تھا تونے جب شمشیر کو آ کر
نبی حق محمد سرور عالم کے قدموں پر

اتر آ آسمانی مستقر سے اپنی دنیا میں
ہمیں لے چل پھر اپنی تیغِ باطل سوز کے پیچھے
کنار بحرِ احمر تک
کہ ہم خوں میں نہا کر مرتبہ پائیں شہادت کا
فدا ہو جائیں حق پر بول ہو بالا صداقت کا

ہمیں کر دے عطا پھر خامۂ گلگوں شہیدوں کا

ہمارے در کو عزت بخش ریگِ سرخ صحرا سے
بتا ہم کو کہاں کس گوشۂ صحرا میں بیٹھی ہے
عروس محمل آرائے شہادت خیر مقدم کو

عجب وقتِ عشا گونجی اذاں مینارِ مسجد سے
ابھر آئیں مرے سینے میں کتنی دلکشا یادیں
نظر میں بھر گئے میری ہزاروں جانفزا نقشے
بہت سے ذہن کے تاریک گوشے جگمگا اٹھے

تصور کا براق اس جا مجھے دوڑا کے لے آیا
جہاں ابھرا تھا تو یک بار تیرہ سو برس پہلے
مثال آفتابِ عالم آراء خاک ِ صحرا سے
عرب کی سر زمیں اک عالمِ انوار تھی گویا

☆

عرب کی سر زمیں پر تھا رواں اک سیلِ نورانی
حرا کے غار سے پھوٹے تھے اس انوار کے سوتے
عرب کیا ساری دنیا کو کیا سرابِ نور اس نے
یہ دنیا زاہدہ بن کے نہا کر ہو کے پاک آخر
تلاوت کر رہی تھی با ادب آیاتِ قرآنی

کسے معلوم تھا پھوٹیں گے صحرا میں بھی فوارے
خدا کی شان نکلے پتھروں میں نور کے دھارے
جہاں پر بند رحمت کے سراسر کھل پڑے گویا

زمیں پر آئے محبوبِ خدا شمع ھدیٰ بن کر
جہانِ کفر کانپ اٹھا ظہورِ حق کی ہیبت سے
تری ہمت کے روکا حق کو بھی سینہ سپر ہو کر
ترا بے خوف دل معمور تھا جوشِ بغاوت سے
اٹھا کر اپنی تیغِ خوں فشاں جو تونے للکارا
کہ ہوگی سرخ رو شمشیر میری خونِ مسلم سے
چھپے ہیں کسی طرف دیکھو یہ ان دیکھے خدا والے
اسی جوشِ غضب میں تو نے اس جانب قدم مارا
''مگر کانوں میں یہ کیسی صدائے سحر کار آئی
یہ کیا پیغام سنتا ہوں ؟ یہ ہے اسرار کیا آخر''
یہ تھی ہمشیر تیری فاطمہ محو خوش الحانی
اتر کر ہی رہیں دل میں ترے آیاتِ قرآنی
رواں آنکھوں سے تیری آنسوؤں کا تار تھا آخر

ترے دربار میں آتے تھے اپنے اور بیگانے
ہزاروں میل سے چل کر
خلیفہ کون سے ہیں، کس جگہ پر یہ تو بتلاؤ؟
سخن ہو تا ہر اک لب پر
نظر اٹھی تو دیکھا صحن میں جامہ رفو کرتے
وہ تیرا ایک ہی کرتا و تیری ایک ہی چادر

خلیفہ اہلِ ایماں کے
اے کملی پوش، سلطانوں کے سلطاں، صاحبِ دوراں

قصیدہ کیا لکھوں تیرا
ستائش سے ہے تو بالا
کہ تو انسان کو انسان سمجھتا ، دوست رکھتا تھا
تری نظروں میں مستحکم تھا رشتہ بھائی بھائی کا
ستائش کی یہی صورت ہمارے دل کو آتی ہے
جب تیری یاد آتی ہے تو آنکھ آنسو بہاتی ہے

تو میرا دوست ہے دلدار ہے، دل میں ہے جا تیری
محبت کے سوا مجھ سے ثنا خوانی ہو کیا تیری
مرے دل میں ہے جا تیری، کلام آگے نہیں بڑھتا
جگر سے ہاتھ بھی وقتِ سلام آگے نہیں بڑھتا
شہادت تو نے پائی تھی اسی ماہِ محرم میں
کہ جس میں ڈوبتے ہیں جان و دل حسنین کے غم میں
دعا کر تو کہ میں بھی ہوں شہید انسان کے ہاتھوں سے
مجھے بھی موت کے بدلے خدا یہ زندگی بخشے

مسلمان

مترجمہ :ش -حقی

مرا معبود ہے اللہ مجھ کو خوفِ باطل کیا
محمد مصطفیٰ نورِ ھدیٰ
ہیں رہنما میرے
مرا سامان ہے قرآں مجھے کیا دہر کی پروا
کہ دیں اسلام ہے میرا
مسلماں نام ہے میرا

☆

ہے میرا حرزِ جاں کلمہ، سپر میری میرا ایماں
چراغِ راہ ہے توحید
ہلالی ہے نشاں میرا
جہادِ عرصۂ ہستی میں میرا نعرۂ مستی
صدا اللہ کی
میرا گھر جنت الفردوس
جوارِ عرشِ اعلیٰ بارگاہِ رحمتِ مولا
مری منزل مرا مامن
مرا ملجا مرا ماویٰ
عرب ہو مصر ہو بغداد ہو چیں ہو کہ ہندوستان
بسے ہیں ہر طرف جگ میں
مرے ہم وطن ہم ایماں
ہے سب کا ایک ہی رتبہ یہاں کیا پست اور بالا

گدا ہو یا شاہ والا
نہ یہ ادنیٰ نہ وہ اعلیٰ
اسی تکبیر پر تڑپے گا ہر ایماں کا متوالا
ہمارے ہاتھ ہے میداں
جہادِ حق و باطل کا

شاعر

مترجمہ :ش -حقی

اسی باعث میں شاعر ہوں کہ تجھ کو پیار ہے مجھ سے
میر ی حسن آفرینی عکس ہے تیری محبت کا

اسی باعث ہوں قدرت کے مظاہر کو بھی میں پیارا
یہ بادِ صبح، یہ نورِ سحر ی، یہ شام کا تارا
یہ مشرق سے ابھرتا چشمۂ خورشید کا دھارا
نوازش مجھ پہ ان کی فیض ہے تیری محبت کا

مری ہستی نہاں تھی تیرے دامن کی پناہوں میں
ملی آخر نئی منزل مجھے تیری نگاہوں میں
ترے ہی دم قدم کی روشنی ہے میری راہوں میں
میں تھا شمشیراب ہوں سازِ شیریں دستِ قدرت کا
کرشمہ ہے مری نغمہ سرائی تیری الفت کا
مری حسن آفرینی عکس ہے تیری محبت کا

گیت

مترجمہ :ش -حقی

تو کون ہے جس کے تبسم سے
سویا ہوا پتھر جاگ اٹھا
سنگیت کی برف پگھل نکلی
نغمات کا چشمہ پھوٹ بہا

بن تیری گود کے چین کہاں
مدہ ماتے مورکھ من کے لیے
ہیں آنسو کتنی ہی آنکھوں میں
بے تاب ترے دامن کے لیے

کھلتی ہیں ترے ہی قدموں سے
یہ کلیاں میرے گیتوں کی
اک روز سلا بھی لے گی انہیں
تیری ہی لٹوں کی اندھیاری

ہے تیری نظر کی جیوتی سے
جگ مگ جگ مگ آکاش مرا
تو کون ہے جس کے اشارے سے
سویا ہوا پتھر جاگ اٹھا

سمندر سے خطاب

مترجمہ :یونس احمر

(۱)

سمندر مرے دوست، برھا کے مارے
ہمیشہ کے پیاسے
بتاؤ یہ سینے میں کیسی خلش ہے؟
(کوئی گھاؤ رستا ہوا تو نہیں ہے؟)
کوئی درد ہے جس کی ٹیسوں سے ہر دم
ہو محوِ فغاں، بے کراں اور بے دم
کوئی بات کہنی ہے؟ اے دوست کیا کچھ کہو گے کسی سے؟
ذرا منہ سے بولو، کہو کچھ تو مجھ سے!
گرجتے، بپھرتے تھپیڑے تمھارے
دلِ مضطرب میں ہیں کیوں حشر ساماں؟
یہ بے چینیاں دم بدم کس لیے ہیں؟
نہ کل رات کو ہے نہ دن کو سکوں ہے،
لجاتے ہو کہتے ہوئے گر کسی سے
مرے کان میں کہہ دو چپکے سے آ کے۔
کہاں ٹیس اٹھی، گھاؤ کہاں ہے؟
کوئی کامنی نار روٹھی ہے تم سے؟
وہ گوری سلونی سجیلی ہے کون؟
کہاں اس کا گھر ہے؟
اسے کب تمھاری نگاہوں نے دیکھا؟

پرائی ہوئی کیوں جسے تم نے چاہا؟
اسے جب بچھڑنا ہے آئی ہی کیوں تھی؟
وہ مغرور کیا منہ چھپائے ہوئے ہے اندھیری سیہ رات کی کاکلوں میں؟
کہ چندا کی شیتل سی کرنوں کے نیچے
اکیلی ہے سپنوں کی دنیا میں کھوئی؟
میں سمجھا یہ چندا کی شیتل سی کرنیں تمہارے دلِ مضطرب کو برابر
بلاتی ہیں بے کل بناتی ہیں کیوں،
راز کیا ہے یہ چندا میں چھپنا تمھارا؟
کہو میرے ہمدم، مرے دوست کہ دو
وہ نغمہ ہے کیسا، وہ آنسو ہیں کیوں
اور یہ موجوں کے پیچ اور جھنکار کیسی؟
وہ چندا جو بادل کالے کے سہارا
سدا دور رہنے کی عادی ہے تم سے
کہیں اس کی چتون کے گھائل ہوئے کیا؟
کہیں وہ تمھارے ہی بوسے کا ہمدم
نشاں تو نہیں ہے، نمایاں ہے جو اس کے سینے میں ہر دم؟
یہ دوری مگر کیوں؟
محبت کہوں یا کہ نفرت اسے میں؟
مرا دل یہ کہتا ہے تم ہو وہ ہستی کہ جس کو بقا ہے فنا کے مقابل
کہ اپنے ہی سپنوں میں کھوئے رہے تم
غرض تھی نہ اپنے علاوہ کسی سے
نہ سینے میں پیدا ہوئی تھیں ترنگیں
نہ دل میں امنگوں کا طوفاں اٹھا تھا

بڑی صاف ستھری سی اک آرسی تھی
اسے لے کے سینے میں کھویا ہوا تھا تمھارا ہی ساحل
کہیں سے دبے پاؤں چندا نے جھانکا
جسے دیکھ کر بجلیاں بھر گئیں پھر تمھاری رگوں میں
یکایک خموشی کی زنجیر ٹوٹی، فضا گونج اٹھی
''دل آرا، دل آرا''!
میں سمجھا وہ ہلکی سی آواز پہلی
وہی درد کا آج کارن بنی ہے
میں سمجھا یہ محسوس تم کو ہوا ہے
حسیں ہے وہی جو ہوا ایک سے دو
یہ چندا، یہ چت چور، ہنس مکھ پری سی
ہوئی دل میں یا آسماں پر ہویدا
کسی کی سمجھ میں نہ یہ بات آئی
ابد تک کھلے گا نہ یہ راز ہم دم
یہ تنہائی بننے لگی بار اب تو
یہ محسوس ہونے لگا آج مجھ کو
خلا ہر طرف ہے خلا ہر طرف ہے
یہ محسوس ہونے لگا آج مجھ کو
کسی کو ہے میری محبت بھی پیاری
(کہ آنکھیں کسی کی بنی ہیں کٹاری)
جسے میں نے پایا اسے پھر بھی پانے کی مجھ کو ہوس ہے

☆

تمھارے تھپیڑوں میں بھی آج دیکھا خوشی اور الام کا جوار بھاٹا

لٹانے لگیں سرتر نگیں تمھاری کھلا آج بارے تمھارا بھی پردا
اٹھے خوب اسے لڑکھڑاتے ہوئے تم
زمیں خوف سے تھراتھرنے لگی
ہوا چونک کو سنسنانے لگی
یکا یک یہ پھیلا ہوا آسماں بھی اٹھا نیند سے مسکراتا ہوا
اور ستاروں کی ٹولی بھی آئی نکل
اور ہوئی روشنی، اور ہوا بھی سبک گام چلنے لگی
اور دھڑ کنے لگا دل بھی سینے کے اندر
مچلنے لگی لے نئے گیت کی
امنگیں یہ کیسی ہیں، کیسا ہے جوش؟
یکا یک یہ جاگا ہے کیسا خروش؟
درخت اور شاخوں میں تھی آشنائی
ہوا نے شروع ان سے کی چھیڑ خانی
تھپیڑے تھپیڑے نے چھیڑا ملن اور الفت کا نغمہ
کہیں پھول کانٹے کے من میں بھی جاگا محبت کا جذبہ
فضاؤں میں خوشیوں کے شمعیں جلیں
تکلم نے آخر کو بدلا سکوتِ مسلسل
بہت دن میں گیتوں کی کلیاں کھلیں

☆

سمندر مرے دوست، دمساز میرے!
اٹھے خواب سے تم جو چندا کو پا کر
نیا درد لیکن ہوا دل میں پیدا!
نہ جانے وہ سینے کی کیسی جلن ہے، وہ ہے بھوک کیسی؟

رگیں چھل گئیں اور دل گل چکا ہے!
نشے اور سکھ دکھ کی موجوں میں لیکن
بہے جا رہے ہو، بہے جا رہے ہو
نہ جانے وہ ہے کون جس کی برہ کی
گھنیری یہ پرچھائیں ایسی پڑی ہے
کہ یہ مرمریں جسم نیلا ہوا

☆

سمندر مرے دوست دمساز میرے
یہ کیسی خلش ہے کہ تم چیخ اٹھے؟
کبھی تو تمنائے محبوب میں تم نے توڑے ہیں شیشے
کبھی یہ نشہ ایسا ٹوٹا کہ جیسے
نہ چکھی ہو ہرگز شرابِ محبت
ازل اور ابد کا یہ چکر کہاں ختم ہوگا
مرے اشک بہتے ہیں، روتے ہو تم بھی
زمانہ کی آنکھیں بھی شبنم فشاں ہیں
سبھی رو رہے ہیں
شب و روز سنتا ہوں بس ایک نغمہ
جدائی کا، دکھ کا، محبت کا
مرے اشک بہتے ہیں، روتے ہو تم بھی
ادھر کامنی نار بھی رو رہی ہے اندھیری، سیہ رات کی کاکلوں میں
یہ آنسو ہوں یا کھارا پانی تمھارا
ہے آنکھوں میں دونوں کا یکساں نظارا
خلش ایک ہے، ایک ہے درد دل میں

مرے اشک بہتے ہیں، روتے ہو تم بھی
ادھر کامنی نار بھی رو رہی ہے اندھیری، سیہ رات کی کاکلوں میں

☆

(۲)

سمندر مرے دوست باغی سدا کے
یہ کیسی ترنگیں ہیں جن کے نشے میں
خلش اپنے دل کی بھلائے ہوئے ہو؟
یہ رقصِ مسلسل، یہ بے چینیاں کیوں؟
یہ چیخیں، یہ غصہ، یہ ہنکار کیوں ہے
یہ اپنی ہی موجوں سے پیکار کیوں ہے؟
نہیں کوئی حاصل
یہ ساری کشاکش تمھارے ہی ساحل
پہ دم توڑتی ہے
زمیں کی ہر اک شے ہے لقمہ تمھارا
ازل سے نگلتے چلے آ رہے ہو، نگلتے رہو گے
کہ بھوکے سدا کے ہو بھوکے رہو گے
نہیں پُر سکوں تم سے دھرتی تمھاری
ہو رقاص اچھے بڑے بھولے بھالے
پکڑتا ہوں تم کو تو ملتے خلا میں
نظر صرف آتے ہیں اچھے ہنڈولے

☆

سمندر مرے دوست، دمساز میرے
یہ کیا بات ہے تم افق کی دلہن کا

پکڑتے ہو ہر بار رنگین آنچل
کھلاڑی ہو بانکے، رسیلے، چھبیلے
نہیں کھیل کا انت شاید تمھارے
کس کا نشانِ قدم ڈھونڈتے ہو
کنارے کنارے!
بھٹک کر یہاں شب کی تاریکیوں میں
سجیلی کوئی آ گئی تھی!
کہ آنکھوں میں آنسو کے جتنے تھے قطرے
نچھاور کیے اس کے کے قدموں پہ تم نے
مگر اس کے ہونٹوں پہ تھی مسکراہٹ
نہ کچھ التفات و مروت ہو جس میں
(مگر تم نہ مانے)
بڑھے لینے کومل سے گالوں کا بوسہ
مگر اس نے بدلے میں گھائل کیا تم کو کنگن سے اپنے
وہ گوری سلونی کبھی کی سدھاری
سدھاری، مگر آہ پھر بھی تمھاری
تلاش اب بھی جاری ہے جاری رہے گی
تمھاری نگاہوں میں آشا نراشا
کا دیپک ہے روشن
مگر تم کہ ہر دم صدا دے رہے ہو
''دل آرا، دل آرا''!

☆

کہو میرے ہمدم

بھڑکتا ہے سینے میں آتش فشاں کیوں؟
لپکتی ہے شعلے کی لمبی زباں کیوں؟
مسل دی ہے کس نے یہ پھولوں کی مالا؟
بتاؤ وہ ہے کون مغرور بالا؟
تمھارے جگر کو کیا کس نے گھائل
وہ ہے کون لیلیٰ، وہ ہے کون دلبر؟
وہ ہے کون جس کی جدائی میں ہم دم
تڑپتے ہو، بے کل ہو آنکھوں میں پرنم؟
وہ شہزادی حسن و محبت کی ملکہ
تعاقب میں جس کے تمھارے تھپیڑوں کی
فوجیں بڑھیں جارہی ہیں
سروں پر ہیں ابرِ رواں کے غبارے
(ہے سینے میں حسرت کا مرقد تمھارے)
وہ ہے کون حسن و محبت کی ملکہ؟
یہ لعل و جواہر، یہ موتی کے ہار اور یہ چاہت کی مالا
یہ کس کی محبت ہے، کس کی ہے فرقت، یہ ہے پیار کیسا
کہ آئے گی اک دن یہاں سر جھکائے
تمھارے حرم کی کنیزیں برابر بناتی ہیں کلیوں، ستاروں کے ہار
اس خوشی میں کہ آئے گی دلہن تمھاری، کرے گی یہاں آ کے سولہ سنگھار
آہ لیکن ضیائے سحر کی حسینہ، وہ کیفِ بہاراں، وہ سرو چمن
جس کی خاطر ہوا ہے چراغاں، وہ خورشید تاباں کے پہلی کرن
وہ تمھارے جگر میں سمائے گی کب تک؟
(ضیائے سحر جگمگائے گی کب تک؟)

☆

چلے جا رہے ہیں، بہے جا رہے ہیں
تمہارے تھپیڑوں کے اوپر جہاز
ایسے گویا کبوتر ہوں یا فاختائیں
جو محسوس کرتے ہو لمسِ حسیں تم تو موجوں میں ہوتا ہے پیدا خروش
اس کے بوسے کی گرمی ہے یا تھرتھراہٹ کہ رگ رگ میں ہوتا ہے بجلی کا جوش
آرزوئیں گدھوں کی طرح اڑا رہی ہیں
مگر بارہا کھینچ لیتا ہے ساحل امیدوں کے تاروں کو اپنی ہی جانب
طیوران گنت اور گم نام سارے
ہیں پرواز کرتے کنارے کنارے
کہیں یہ بھی سپنا نہ ہو جائے پیارے
کبھی کھویا کھویا کسی دھیان میں تم کو میں دیکھتا ہوں
کبھی سب کی آنکھوں سے روپوش ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں
کبھی بن کے بھاٹا نہ جانے کہاں بھاگ جاتے ہو پیارے؟
غلط ہے چھپ کر بچا لوگے اپنے دلِ مضطرب کو
جو تھک کر کہیں بھاٹیالی سروں میں
سناتا ہے مانجھی جدائی کے نغمے
تو جی چاہتا ہے بہت دور یاں سے
چلے جائیں دل میں چھپا کر محبت
بہو تم بھی لہروں میں، مانجھی بھی، میں بھی
بہت دور سے کس کی آواز سن کر
اکیلے اکیلے روانہ ہوئے تم
کہیں یہ تمھارے ہی دل کی تو پیارے نہیں ہیں صدائیں

وہ ہے کون دلبر جو روری ہے ہر دم نگاہوں سے چھپ کر؟
نہ پا کر اسے لوٹ آتے ہو پھر تم

☆

تمھیں بھول کا اپنی احساس جب ہو چکا میرے ہمدم
تو موجیں تمھاری بگولوں کی مانند
اٹھیں سر پٹکتی
بڑھیں اپنے سر پر تباہی کا سیلاب لے کر
یہ چپکے سے تم نے کہا پھر کسی سے
''محبت نہیں بزدلوں کا مقدر
محبت تو کرتے ہیں شاہین و صفدر''
کہا تم نے پھر مسکرا کر کسی سے
''سکھی لاؤ بھر کر میرا آج ساغر''
نشے میں ہوئے سرد غصے کے شعلے
خوشی سے تمھاری رگیں پھول اٹھیں
دوانے دوانے، مرے بہکے ساتھی
تم اپنے ہی ساحل کی آواز تک رکھو شعلوں کی تیزی

☆

مرے پیارے ساتھی، مرے پیارے ہمدم
ملے ہیں بہت دن کے بچھڑے ہوئے ہم
ہیں باتیں بہت سی، ہیں نغمے سنانے کو بے تاب دل میں
سنوں گا تمھارے بھی دکھ کی کہانی، تمھاری زبانی
مرے دوست آؤ مرے سامنے
ہو جو ممکن تو اپنے گداز اور سجل بازوؤں میں مجھے بھی اٹھا لو سنبھالو

چلو مجھ کو لے کر
نہ موجیں جہاں ہوں
اندھیرے سے کہہ دو، کہ اب پٹ نہ کھولے
وہیں اپنے دل کا میں چھیڑوں کا نغمہ
جہاں لعل و گوہر ہوں آنکھوں سے اوجھل
جہاں صرف تم، دردِ دل اور میں ہوں
وہاں خود خموشی تکلم بنے گے
کھلے گر وہاں تم
تو اتنا کہوں گا
تمھارے طرح میں بھی فرقت زدہ ہوں

(از سندھو ہندول)

اے مری جانِ بہار

مترجمہ :یونس احمر

ان طرح نمناک آنکھوں سے نہ دیکھو با ر بار
اے مری جانِ بہاراں ،اے مری جانِ بہار
دردزا لے اور پھر برھا کے نغمے دل گداز
یوں نہ چھیڑو میرے ٹوٹے اور شکستہ دل کا ساز
ہنستے ہنستے جب چھپاتے ہی رہے ہو دل کے داغ
وقتِ رخصت پھر جلاؤ تم نہ اشکوں کے چراغ
دکھ بھری آنکھیں تمھاری جیسے برھا کے ہوں راگ
دیکھتی ہوں اور سینے میں دھک اٹھتی ہے آگ
منزلیں باقی ہیں جتنی ان کو اے پہلو نشیں!
اپنے گیتوں او ر اشکو ں میں نہ کھو دینا کہیں
اے مسافر تم نے اپنے دل میں یہ سمجھا ہے کیا
روگ اپنا تم ہی سمجھے ہو نہ سمجھا دوسرا
یہ غلط ہے جو مسافر چھوڑ کر جاتا ہے گھر
یا د تک کرتے نہیں گھر والے اس کو بھول کر
کیا تمھارے من میں بھی تازہ ہے یہ غمناک بات
کیا ابھی تک ڈس رہی ہے تم کو دکھ کی کالی رات؟
باؤں کے گانوں سے کیا راہی کا من ہوتا ہے چور؟
جو سرائے چند روزہ ہے نہ کر اس پر غرور
اے مسافر میرے گلشن کے افسردہ سے پھول
کچھ خبر رکھتے ہو کتنے دل میں ہیں رنجیدہ،ملول؟

یہ سماں ،یہ وقتِ رخصت ،یہ برہ کی جاں کنی
کتنی یادیں بن گئیں سینے میں برچھی کی انی

جارہے ہوتم تو جاؤ پر نہ سوچو میری جاں
دے سکی تم کو محبت بھی نہ بنتِ گلستاں

رخصت اے جانِ بہاراں،رخصت اے رنگِ جہاں
درد مت لے جاؤ سینے میں چھپا کر بے کراں

(از چھایانٹ)

جدائی کو گھڑی

مترجمہ :یونس احمر

جی بھر کے ذرا دیکھ جدائی کی گھڑی ہے
منزل ہے کہاں اور کدھر قصدِ سفر ہے
یہ پوچھ شبِ تار کی کچھ اس کی خبر ہے
جی بھر کے ذار دیکھ جدائی کی گھڑی ہے
پلکوں میں لیے نیند کی مستی کا شرارا
چھپ جائے گا بادل میں ترے نین کا تارا
آنکھوں میں ابھی سے ترے آنسو کی لڑی ہے
جی بھر کے ذار دیکھ جدائی کی گھڑی ہے
آنکھیں تری آنسو سے چھلکتی ہی رہیں گی
اور دل کی تمنائیں مچلتی ہی رہیں گی
پر اس کو ہے جانا کہ اجل سر پہ کھڑی ہے
جی بھر کے ذار دیکھ جدائی کی گھڑی ہے

(از چندروبندو)

دعا

مترجمہ :یونس احمر

اے کاش ہو مقبول دعا میری دعا ہے!
اے روپ! مجھے روپ کا وہ نور عطا کر
جس سے مری تقدیر کا ہو دور اندھیرا
اس دل میں محبت کا دیا ایسا جلا دے
بن جائے شبِ تار بھی پل بھر میں سویرا

☆

جو روح کے ہیں صید الم روزِ ازل سے
اب اس میں امیدوں کا چراغ آ کے جلا دے
ہو دور خیالوں سے غمِ دہر کا احساس
کانٹوں کو ذرا پھول کی مستی بھی سکھا دے
اے کاش ہو مقبول دعا، میری دعا ہے!

(از چندروبندو)

گیت

مترجمہ :یونس احمر

کیوں ڈر جاؤں

تم دکھ کے دیس سے آئے ہو، میں دکھ سے کیوں ڈر جاؤں
تم دکھ دو ، میں دکھ جھیلوں،اور اپنا بھاگ جگاؤں
میں دکھ سے کیوں ڈر جاؤں
کشکول گدائی لوں گا
اور خالی جھولی دوں گا
میں تم کو پاکر تم کو لے کر بن کے باغ بناؤں
میں دکھ سے کیوں ڈر جاؤں
تم نے دل کو راحت دی ہے
سچ مچ جیسے آفت دی ہے
آج خوشی کو تج کر، تم کو اپنا راگ سناؤں
میں دکھ سے کیوں ڈر جاؤں

جاگو

مترجمہ :یونس احمر

نئے محل میں آنکھیں کھولو جاگو
ناچو، گاؤ گھر کا دیپ جلاؤ
سپنوں کے اندھیارے میں، روشن تارے ناچے
دھرتی کے رہنے والے دو دل آس لگائے
روپ کی رانی آؤ''روپ'' کے گھر میں ناچو
جاگو!

لاج کا گھونگھٹ منہ پر ڈالے آئی روپ سواری
روپ نگر میں جس نے کھولی آنکھ اپنی متواری
رانی! راگ اور رنگ سے جگ کرمست بناتی آؤ
جاگو!

جاگو

مترجمہ :یونس احمر

''چندر بندو(چاند کا ٹیکا) قاضی نذر الاسلام کی وہ مشہور تصنیف ہے جسے انگریزوں نے اپنے دورِحکومت میں ضبط کر لیا تھا۔۱۹۴۷ء میں اس کتاب پر سے پابندی ہٹا دی گئی۔''چندر بندو'' میں باغیانہ نظمیں بھی ہیں اور رسیلے گیت بھی۔

''جاگو''اسی کتاب کا ایک شہ پارہ ہے جس کا ترجمہ براہِ راست بنگالی سے کیا گیا ہے۔

زنجیر میں جکڑے ہوئے ہمدم میرے جاگو
تعمیر و مساوات کا پیغام سناؤ
ہمدم مرے جاگو!
آھن کے پگھلنے کی صدا آنے لگی ہے
تخریب کی آنکھوں میں گھٹا چھانے لگی ہے
اب وقت ہے یہ قفلِ دہاں تم بھی تو کھولو
ہمدم مرے جاگو!
دن رات زمیں سنتی ہے آہوں کا فسانہ
آنسو کے لرزتے ہوئے قطروں کا ترانہ
لولے کہیں،لنگڑے کہیں،روتے ہیں شب و روز
عورت کی کہانی ہے جگر پاش و جگر دوز
احساس کے بڑھتے ہوئے شعلوں کو ہوا دو
زنجیر میں جکڑے ہوئے ہمدم مرے جاگو!
ہمدم مرے جاگو!

﴿اس دن مجھ کو یاد کرو گی﴾

مترجمہ :یونس احمرو ش -حقی

جب میں دور چلا جاؤں گا،اس دن مجھ کو یاد کرو گی
آنکھوں سے برساؤ گی آنسو اور تاروں سے پتا پوچھوگی
اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

سینے سے تصویر لگا کر
اور نینوں سے نیر بہا کر
شمس و قمر کے روپ نگر سے
ویراں ویراں رہ گزر سے
تم ہی میرا پتا پوچھو گی
اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

بیت چکے گی رات جب آدھی اور ٹوٹے گا تمھارا سپنا
جیسے شیشہ ٹھیس سے ٹوٹے اور تھامو گی تم دل اپنا
اور ٹوٹے گا تمھارا سپنا
اور احساس یہ تم کو ہو گا
پاس ہی تھا میں،دور نہیں تھا
آنکھوں سے دیکھوگی مجھ کو
لیکن چھو نہ سکو گی مجھ کو
آنچل سے آنسو پونچھو گی

اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

چھیڑو گی جب کوئی ترانہ، آہ و فغاں بن جائے گا گانا
گیتوں سے فریاد اٹھے گی، ''ہے یہ اسی راہی کا فسانہ''
آہ و فغان بن جائے گا گانا

یا د آئے گا پیار جو میرا
آنکھ سے آنسو تھم نہ سکے گا
یاد آئیں گی کتنی باتیں
بیتی ہوئی برسات کی راتیں
روؤ گی فریاد کرو گی
اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

''شیولی'' کے سندر پھولوں سے، بھر جائے گا جس دم آنگن
بیٹھو گی جب ہار بنانے، لرزیں گے جب ہاتھ میں کنگن
بھر جائے گا جس دم آنگن

میرا مدفن یاد کرو گی
رو رو کر فریاد کرو گی
بن جائیں گے پھول انگارے
جیسے دھکتے دھکتے تارے
چاہو بھی تو ہنس نہ سکو گی
اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

آئیں گی جب آسن ا کی ہوائیں،ڈوبیں گی شبنم کی فضائیں
سب ہوں گے ایک میں ہی نہ ہوں گا،گونجیں گی پر میری صدائیں
ڈوبیں گی شبنم کی فضائیں

پہلو میں گو ہوگا سخن بھی
چین نہ دے گی دل کی جلن بھی

یاد آئے گا ساتھ کسی کا
ہاتھ میں تھا جب ہاتھ کسی کا

(وصل میں ہو گا ہجر کا عالم)
گھٹ گھٹ کر فریاد کرو گی

اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

جاڑے کی رت بھی بھر آئے گی،لیکن وہ نہیں آنے والا
جس نے کبھی سکھ تم کو نہ بخشا،جس نے کوئی غنچہ نہ کھلایا
لیکن وہ نہیں آنے والا

یاد آئیں گی باتیں اس کی
پیار اس کا اور آہیں اس کی

بستر پر یادوں کی شکنیں
جیسے زہر بجھی شمشیریں

دیکھو گی اور سو نہ سکو گی
اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

گنگا میں جب آئے گا جوار اور ڈولے گی جب ناؤ تمھاری
ناؤ میں ہو گا ساتھ تمھارے اور کوئی ان دیکھا ساتھی

ڈولے گی جب ناؤ تمھاری

ایسے میں ایک رات کا قصہ
یاد آئے گا رفتہ رفتہ
ایسا ہی اک دن جوار آیا تھا
چھایا تھا جب خوب اندھیرا
غم کی ناؤ میں لہراؤ گی
اس دن مجھ کو یاد کرو گی

☆

آئے گا اک بھیانک طوفاں کھل کے گریں گے بندھن سارے
آہ اٹھے گی اک سینے سے تڑپے گا دل درد کے مارے
کھل کے گریں گے بندھن سارے
آئے گا میرا دھیان نہ کیوں کر
بھاری ہو گا ہجر کا پتھر
کاش وہ ہوتا چھیڑنے والا
میری محبت کا متوالا
آپ ہی اپنا مکھ چومو گی
اس دن مجھ کو یاد کرو گی

حاشیہ:
[1] آسن۔ چھٹا بنگالی مہینہ

آشنا

مترجمہ :یونس احمر

وہیں دوبارہ غالبًا تمھارا ہو ملن
جہاں پہ بوسہ لے رہا ہے گلستاں کا یہ گگن
نہیں تو دور گاؤں کی،اداس راہوں میں
مجھے جکڑنا چاہوگی تم اپنی نرم باہوں میں
صبا یہ لے کے آئی ہے خبر تمھاری جاں فزا
ہرے بھرے چمن میں تم ہو زندگی سے آشنا
ذرا سنبھل کے اے جنوں چمن میں رکھیو تو قدم
افق کی سرخ روشنی کہیں نہ کر دے یہ رقم

(از چھایانٹ)

آدھی رات کا دکھ

مترجمہ :یونس احمر

یہ رات ہے کتنی اندھیاری آنکھوں میں ستارے چلتے ہیں
کیا بات کسی کی یاد آئی،یا درد کے آرے چلتے ہیں
یہ کون ہے جس کے نالے سے دل میرا تڑپ کر بیٹھ گیا
کیوں آنسو امڈ کر بہنے لگے،کیا میرا کسی نے نام لیا؟
میں اپنی حیاتِ بے معنی کی چوٹ چھپاؤں تو کیسے
سہہ لیتا ہوں جب ہر چوٹ کو میں، پی لیتا ہوں اشکوں کے لاوے
اس دن بھی پیاسا من تھا میرا،اس دن بھی نشہ تھا آنکھوں میں
وہ پیاس ہے اب تک پھولوں میں ،وہ نشہ ہے اب تک نغموں میں

(از چھایانٹ)

مسلمان نوجوان سے

مترجمہ :یونس احمر

نظر نظر میں جل اٹھا

چراغ ِ دینِ مصطفیٰ

کر آنکھیں اپنی تو بھی وا

چراغ دین کا جلا

سیاست ِ کمال[۱] سے

جہاں پہ ترک چھا گئے

وہ عزم ہائے پہلوی[۲]

چراغِ نو جلا گئے

غلام قلب مصر کا تھا

نہ جوش تھا نہ ولولہ

مگر وہ مود حق نما[۳]

سیاہ داغ دھو گیا

حجاز بھی ہے صف شکن

عرب ہے آج نعرہ زن

امان[۴] بھی ہے پیش پیش

اٹھائے پرچمِ وطن

مراکشی بھی خواب سے

سحر کو چوم کر اٹھے

کریم[۵] ہو گئے رہا

رہا مراکشی ہوئے

عراق بھی سنبھل گیا
رشید[6] اک نیا اٹھا
جواں ہے ارض پاک بھی
پرانا شام ہے نیا
مگر دیارِ ہند کے
ہے مسلموں پہ کیا خزاں؟
پڑے ہیں بے خبر ابھی
نہ یہ خبر کہ ہیں کہاں
غرور ہے کہ کیا ہوا
کبھی تھے ہم بھی حکمراں
مگر جو عزم ہو جواں
تو جھک پڑے یہ آسماں

حواشی:

1. غازی مصطفیٰ کمال پاشا
2. رضا شاہ پہلوی
3. زغلول پاشا
4. امان اللہ خان سابق بادشاہ افغانستان
5. غازی عبدالکریم، (مجاہد ریف، مراکش)
6. ہارون رشید (رشید گیلانی عراق کی طرف اشارہ)

چند گیت

مترجمہ :یونس احمر

بھلائے نہ کوئی، کوئی بھول جائے
وہ باتیں جو ہیں عہدِ رفتہ کی باتیں
کوئی یاد کرکے بہاتا ہے آنسو
کوئی بھول جانے کو پڑھتا ہے غزلیں

☆

لپکتی سلگتی ہوئی آگ میں
کوئی سرد پانی کے دیتا ہے چھینٹے
کوئی اپنے سوکھے ہوئے باغ میں
بناتا ہے کانٹوں سے پھولوں کے گجرے

☆

دکھوں اور غموں کی سیہ رات میں
نہ دیکھی کسی نے کوئی روشنی
بڑے چاؤ سے تک رہا ہے کوئی
گگن پر چڑھے چاند کی روشنی

☆

حسین اور تازہ شگوفوں میں کوئی
کلی ڈھونڈتا ہے کوئی تیز کانٹے
گزرتا ہے پھولوں کو کوئی مسل کر
بناتا ہے ان سے کوئی اپنے گجرے

(از’’چوکھر چاتک‘‘)

اے حسین!

مترجمہ :غلام سرور فگار

اے حسین! کر عطا
مجھے حسین زندگی،
دور ہوں یہ کلفتیں ،دور ہوں یہ زحمتیں،
رخِ ستارۂ سحر ہو صبح بن کے جلوہ گر
غموں کی یہ شبِ سیاہ!
دیکھنے دو خوابِ ماہ
دل افسردہ ہے مرا،اس کی شاد کام کر
موت کی طرح عمیق،ہے یہ رنج جاں گداز
ا س میں کر طلوع پھر،آفتاب امید کا
زندگی کے خار سے
گل کھلا دے رنگ رنگ
بھول جانے دے مجھے،راہ کی صعوبتیں
کائنات یہ مرے لیے ہو پاک سجدہ گاہ

☆

تیرگیٔ شام میں
چاندنی کا گل کھلا
آج تو اے دیوتا!
یاس سے ہے خشک دل،گنگا پریم کی بہا
دیدۂ پُر آب کے بحرِ بے گراں میں تو
اپنے دعا کے طفیل غنچۂ کنول کھلا
پھونک دے شیریں کلام
ہے دل ِشاعر فگار

دردرسیدوں کوکر کیفِ مسرت عطا
محو ہو بارے مرے دل سے پھر احساسِ درد
گھری شبِ تار ہے چار طرف سے محیط
توڑنا مت سلسلہ خوابِ خوش آئند کا

(از ''زہریلے آنسو'')

گیت

مترجمہ :الیاس عشقی

اشک تمھاری آنکھوں میں ہیں دامن میں ہیں پھول
سوچ رہا ہوں دونوں میں سے کس کو کروں قبول
پھول اگر لے لوں تم سے تو آنسو گم ہو جائے
تم کو سکوں مل جائے،تمنا دل ہی میں سو جائے
اور اگر آنسو لے لوں تو دل کی کلی مرجھائے
ایسا حال تمھارا مجھ سے کبھی نہ دیکھا جائے

اشک تمھاری آنکھوں میں ہیں دامن میں ہیں پھول

ہار بناتے دیکھ کے تم کو دل کی خوشی بڑھ جائے
میرے ہجر میں روؤ تم اور دل اس پر اترائے
پاس تمھارے آنا چاہوں،تو آیا بھی نہ جائے
تم سے جدا ہونے کا تصور رہ رہ کر تڑپائے

اشک تمھاری آنکھوں میں ہیں دامن میں ہیں پھول

بلبل پھول پہ آ کر روئے،پھول ہنسے کھل جائے
آنسو دیکھے بلبل کے اور اس کے ہنسی اڑائے
آخر پھول کو چھوڑ کے بلبل روئے اور اڑ جائے
ایسے ہی میں نے بھی تمھارے دل کے پھول کھلائے

اشک تمھاری آنکھوں میں ہیں دامن میں ہیں پھول

ترانہ

مترجمہ :لطیف الرحمان

چل چل چل!
اٹھ اے جواں بجا طبل وہ کانپتے دشت اور جبل
قدم اٹھا سنبھل سنبھل وطن بلا رہا ہے چل
چل چل چل!
اٹھ اور اک نئی سحر افق سے آشکار کر
زمیں کی تیرگی مٹا فلک کو زر نگار کر
چل چل چل!
جہانِ نو کے گیت گا نیا ترانہ گنگنا
رگوں میں خون تیز ہو دلوں میں ولولے جگا
دکھا وہ جذبۂ عمل وطن بلا رہا ہے چل
چل چل چل!
اٹھ اور باندھ لے کمر وطن پہ جاں نثار کر
بس اتنی بات یاد رکھ نہیں ہے موت سے مفر
ہر اک کو آئے گی اجل وطن بلا رہا ہے چل
چل چل چل!

غزل

مترجمہ :خلیل احمد

اشک پونچھو،دل کو تھامو،بھول بھی جاؤ مجھے
پیڑ جو مرجھا چکا ہو،سینچتا ہے کون اسے؟
ادھ کھلی کلیوں کے گجرے گوندھوں اپنے ہاتھ سے
خشک پھولوں کے یہ مالا راس آئے گی کسے؟
خواب کے رنگیں اجالے دن کے پردے میں ہیں گم
ان حسیں جلووں کی اب کیوں یاد بھی باقی رہے
ڈھونڈتے ہو اب انہیں تم آسمانوں میں کہاں
جھوم کر بادل کبھی آئے تھے جو پردیس سے

گیت

مترجمہ :خلیل احمد

آنا پاس ہمارے

ختم ہو جب گیتوں کی محفل-آنا پاس ہمارے
ہم تم مل کر جب بیٹھیں گے ریوا ندی کے کنارے
جب پیڑوں کی شاخیں جھک کر چوم رہی ہوں دھرتی
ساز کے سر بے رنگ ہوں سارے-آنا پاس ہمارے
میرے گلے کی سر مالا کو اپنے گلے میں سجانا
گیت کے میرے امرت رس کو سجنی تم برسانا
میں ہوں جس دم نیند میں ڈوبا ہاتھ کو میرے ہا تھ میں لینا
اور جب جاگوں تم کو نہ پاؤں پھوٹیں اشک کے دھارے
-آنا پاس ہمارے

ناچ دھن

مترجمہ: خلیل احمد

چھنن چھنن گھونگریا،کون بجات آیا رے
پائل کی تال پر، پھول کھکھلایا رہے
چھنن چھنن چھنن چھنن
ناچ اس کا جیسے اک لہر ،دور سے جھلکے جھل مل
غنچوں پہ باغوں کے دیکھو کیسا رنگ چھایا رے
چھنن چھنن چھنن چھنن
بجلی چمک اٹھی ہو جیسے آنچل یوں لہرائے
روم جھوم روم جھوم بادل رس برسائے
جنگلوں میں تت تاتھئی بج اٹھی ہیں تالیاں
پوربی ہواؤں نے آج بنسی دھن بجایا رے
چھنن چھنن چھنن چھنن

گیت

مترجمہ: خلیل احمد

آنکھیں گم گم راتیں گم سم آج تو نیند ستائے
کاش ہمارے من کا چندا پاس ہمارے آئے
کس کی لگن میں ساری ساری رات میں رو کے بتاؤں
تم تو محوِ خواب ہو ساجن دکھڑا کسے سناؤں
میٹھی میٹھی ہلکی خوشبو اب ہے کلی سے دور
دل میں ہے اک درد سمایا پہروں کوئی رلائے
آخر ہے یہ کیوں بے چینی کیوں روتا ہے دل
کیوں ہنستے چندا سے رو کر کہے چکور، آ مل
کوئی ہنسے اور کوئی روئے کیسا ہے یہ پیار
اب میں کیسا روپ سنواروں جو اس کے من بھائے

آنکھیں گم گم......

جھومر

مترجمہ: خلیل احمد

سبزے کی کیا لہر اٹھی ہے
اوس کی دھوئی ستھری ہوائیں
ٹھنڈی ہوائیں
جھوم اٹھی ہیں متوالی سی
دیکھو ہری دھانوں کی کھیتی

جھل جھل جھل جھل جھلکے-جیسے ہیرا چمکے
دیکھ گگن کی گود میں چندا، بادل اوڑھے سوئے
کون بسنتی ساڑی میں ہے صبح سویرے آیا
اپنے نازک ہاتھوں سے کلیوں کو جس نے توڑا
اس کا بے کل من ڈولے ہے جیسے چنچل تتلی
بھنوروں کے سنگ جانا چاہے دیکھنے گل کی بستی

گیت

مترجمہ :خلیل احمد

تلسی تلے جب شام کی سجنی کرنا تم پرنام
بھول کے من سے اپنے غم کو لینا میرا نام
پھول جو میں نے تم سے لیے تھے بھول تھی کس کی بولو
تم تنہا مندر جاتی تھی اور تھی سہانی شام
پیارا سماں وہ راہ نرالی۔
تم بھولیں ہم بھولے!
کلیاں ساری پھوٹ رہی تھیں یاد نہیں کیا بولو؟
ساری لتا کی بیلیں بندھی تھیں کھولا نہیں تھا جن کو
جس آکاش پہ چاند کبھی تھا، آج ہیں بادل صبح اور شام

تم کون ہو؟

مترجمہ :ابتسام الدین

تم کون ہوا ے دوست جو یوں کرتے ہو نظروں کے اشارے
پھر بند بھی سب مجھ پہ ہیں دروازے شبستاں کے تمھارے
دیتی ہے ہوا چیت کی لالا کے پُر اسرار سندیسے
باغوں میں جہاں چہکتی ہیں کوئلیں شاخوں کے سہارے
بیساکھ میں پھر فاختہ آتی ہے تری بن کے پیامی
کیا کیا مجھے للکارتے ہیں بپھری ندی کے دھارے
پت جھڑ میں جھلکتے ہیں سرِ شاخ تری پلکوں کے آنسو
اونگھا کبھی جاڑے میں تو اٹھلا کے ٹہوکے مجھے مارے
اور ''پوس''میں تنہا تو بھٹکتا ہے میری یاد میں اکثر
ہم کرتے ہیں اک بحرِ جدائی کے کناروں سے اشارے
اے شاعر وارفتہ نسیم و بوئے گل سے ہو ہم آغوش
کرنے ہوں اگر دوست کے کاشانۂ رنگیں کے نظارے

ماجھی

مترجمہ :ابتسام الدین

دشورا، دراز، تنگ راہیں قدغن سے بنی ہوئی چٹانیں
یہ بحرِ مہیب و تندو زخار
ہشیار مسافرو، خبردار!
اس راہ سے ہے تم کو گزرنا ظلمت میں ڈوب کر ہے ابھرنا
گرداب کے منہ میں ہے سفینہ موجوں میں بھرا ہوا ہے کینہ
ہمراہ نہیں ہے راہ داں تک ہے خستہ، شکستہ بادباں تک
بے راہ روی سے دل ہوا سرد ہاں ہے کوئی دوستو! جواں مرد
ایسے میں سنبھال لے جو پتوار
ہوشیار مسافر، خبردار
فردا کی یہ سن رہے ہو للکار؟ فریاد ہے مرد مانِ خوددار!
دشوار اگرچہ ہے ابھرنا بیڑا ہے تمہی کو پار کرنا
تم کھاتے ہو جس وطن کی قسمیں ہے آج وہ تیرگی کے بس میں
اس تیرہ و تار شب سے ہشیار
ہشیار مسافرو، خبردار!

بہتی چلی جارہی ہیں صدیاں
محبوس ہیں پر شکستہ ارماں

پر آج سے ہے تیز دل کی دھڑکن
پیدا ہے درِ قفس میں روزن

ہلچل سی اک نئی ہے دل میں
طوفان کی طرح اٹھی امنگیں

بے آس ہے ناؤ ڈوبی جاتی
آتا نہیں ہم کو تیرنا بھی

کھائی تھی قسم جو تو نے مانجھی
تیرائے گا تو وطن کی کشتی

وقت آج ہے اس کے امتحاں کا
یہ وقت نہیں چنیں چناں کا

ہندو ہے کوئی کہ ہے مسلماں
یہ کس نے کہا اے مردِ ناداں!

فریاد کہ ڈوبتا ہے انساں!
انسان ہیں سب اک جنس اک جاں

یہ رات یہ خوفناک رستے
بجلی کے جگر گداز کڑکے

واماندۂ راہ خوف سے زرد
جیسے کسی قافلے کی ہو گرد

کیا چھوڑ کے راہِ راست مانجھی
بھٹکے گا سیاہیوں میں یوں ہی

کاندھے پہ جو بار ہے اٹھایا
لازم نہیں اس سے جی چرانا

آنکھوں کے ہے سامنے تمھاری
پھیلا ہوا عرصۂ پلاسی

رنگین ہیں اس زمیں کے بوٹے
بنگال کے باسیوں کے خوں سے

ہاں ہے یہ وہی کنارِ گنگا
خورشید جہاں چھپا وطن کا

خورشید وہ چھپ گیا ہے لیکن
ابھرے گا نہا کے خون میں اک دن

جو تختۂ دار پر چڑھے تھے
گاتے ہوئے نغمے حریت کے

نظروں سے نہاں ہیں پر ہیں نگراں
ہوتا ہے وطن پہ کون قرباں

آپہنچی ہے امتحاں کی ساعت
رکھنی ہے ہمیں وطن کی عزت

گرداب کے منہ میں ہے سفینہ
موجوں میں بھرا ہوا ہے کینہ

یہ بحر مہیب و تند و ذخاز
ہشیار مسافرو، خبردار!

چھت پیٹنے کا گیت

مترجمہ :احمد سعدی

کورس: تمام دن ہم یہ کس کے دالان کی (نئی)چھت کو پیٹتے ہیں
کہ بھر شکم بھات بھی نہیں ہے ہمیں میسر
(کہ)درد ہونے لگا ہے ہاتھوں میں اب ہمارے

پہلی: تمھارے گھر میں بھی آج کھانا پکا ہے یا کچھ نہیں پکا ہے؟

دوسری: (میں کیا بتاؤں)میرے بچے کو آج چاول کا ایک دانہ نہیں ملا ہے،
وہ میری ہی راہ تک رہا ہے!

تیسری: نہیں پکایا ہے کچھ آج میں نے ، یہ دیکھ لو
بال بھی تو میں نے نہیں سنوارے
مرے چچی میری ساس بھی ہے،وہ بکتی جھکتی رہی ہے مجھ پر

چوتھی: مری نند بھی بڑی ہی دجال اور بد ذات ہے سکھی ری

کورس: تمام دن ہم یہ کس کے دالان کی (نئی)چھت کو پیٹتے ہیں
کہ بھر شکم بھات بھی نہیں ہے ہمیں میسر
(کہ)درد ہونے لگا ہے ہاتھوں میں اب ہمارے

پہلی: یہ اتنا کھاتے ہیں پھر بھی ان سب کی بیویاں دبلی پتلی کیوں ہیں؟

دوسری: تمام بچے ہیں بوٹے قد کے،دیالو سارے ہیں توند والے

کورس: یہ مثل کاغذ کے پھول ہیں،
انہوں نے آنکھوں سے چاند دیکھا نہیں ہے (شاید)
محل میں اینٹوں کے مثل کپڑوں کے شب بسر کو رہے ہیں یہ سب
تمام دن ہم یہ کس کے دالان کی (نئی)چھت کو پیٹتے ہیں
کہ بھر شکم بھات بھی نہیں ہے ہمیں میسر
(کہ)درد ہونے لگا ہے ہاتھوں میں اب ہمارے

﴿طائر مجروح﴾

مترجمہ :یزدانی جالندھری

اے مرے طائر مجروح، مرے قلبِ تپاں!
ذرا بتا تو سہی میں تجھے چھپاؤں کہاں

☆

کہاں ہے تیرا نشیمن مجھے بتائے گا؟
کہاں ہے زخم، مجھے بھی ذرا دکھائے گا؟
اک اضطراب سا طاری ہے قلبِ عالم
بپا ہے اشکوں کا طوفاں سا چشمِ پُرنم میں
ذرا بتا تو سہی میں تجھے چھپاؤں کہاں

☆

اے مرے طائر مجروح، مرے قلب ِ تپاں!
تو مرے خانۂ غمناک میں جو آیا ہے
وہ کون تھا، تجھے جس نے پتہ بتا یا ہے
تجھے یقیں ہے کہ اس غمزدہ کے دامن میں
غم و الم کی تپش کا کوئی مداوا نہیں
ذرا بتا تو سہی میں تجھے چھپاؤں کہاں

☆

تلاشِ امن و سکوں تجھ کو لے کے آئی کہاں؟
جہاں غموں کے بگولے ابھرتے رہتے ہیں
ہو اکے آتشیں گیسو بکھرتے رہتے ہیں
چراغِ زیست کی لو ٹمٹمائی جاتی ہے

گھٹا کے روپ میں طوفاں بپھرتے رہتے ہیں
ذرا بتا تو سہی میں تجھے چھپاؤں کہاں

☆

اے میرے طائر مجروح،میرے قلبِ تپاں!
تو ہی وہ جنتِ گم گشتہ ہے امیدوں کی
ازل سے جس کے لیے زندگی پریشا ں تھی
نشاطِ جاں!مری آغوشِ شوق میں آجا
جدا رہا ہے زمانے میں خون، خوں سے کبھی؟
ذرا بتا تو سہی میں تجھے چھپاؤں کہاں
اے میرے طائر مجروح ، میرے قلبِ تپاں!

نعرۂ شباب

مترجمہ :یزدانی جالندھری

بڑھے چلو،بڑھے چلو!

صدائے طبل گونجتی ہے دور تک فضاؤں میں
ستم رسیدہ سر زمیں کی مضطرب خلاؤں میں
شبابِ صبح نو تمھیں پکارتا ہے دوستو
بڑھے چلو،بڑھے چلو!

نصیب ِصبحِ عہدِ نوہیں زندگی کی نزہتیں
رواں رواں ہیں چار سو صبا کی تازہ نکہتیں
نکھر رہی ہیں کوہ وندھیا کی شوخ رفعتیں
بکھر رہے ہیں شامِ غم کی ظلمتوں کے تارو پو
بڑھے چلو،بڑھے چلو

عروسِ صبح زندگی اک ایسا گیت گائے گی
کہ جس سے جہدِ ارتقا حیاتِ تازہ پائے گی
شبا ب کے گداز بازوؤں کی آہنیں تڑپ
تھکی تھکی سی زندگی کی قوتیں بڑھائے گی
بڑھے چلو،بڑھے چلو!

حیاتِ نو کہ رہبرو!

اٹھو اٹھو، بڑھو بڑھو، حیاتِ نو کے رہبرو
جمودِ گرد و پیش کی بیک نگاہ توڑ دو
عساکرِ شبابِ نو، غرورِ مرگ روند دو
گلے لگاؤ بڑھ کے تم حیاتِ لازاول کو

بڑھے چلو، بڑھے چلو!
بڑھے چلو، بڑھے چلو!
حیاتِ نو کے رہبرو!

باغی

مترجمہ :یزدانی جالندھری

جواں مرد! کہہ دے میں ہو ں سر بلند
ہمالہ پہ پڑتی ہے میری کمند
ستاروں کا دامن کیامیں نے چاک
فرازِ فلک میرے قدموں کی خاک
جو میں عرشِ اعظم سے ٹکرا گیا
بہشت و جہنم کو لرزا گیا
اک آئینہ عزم و جرأت ہوں میں
جہاں کے لیے وجہِ حیرت ہوں میں
جواں مرد! کہہ دے میں ہوں سر بلند

☆

میں ہو ں سر کش و شوخ و آتش نوا
ندیمِ قیامت- نقیبِ فنا!
میں دہشت ہوں،آندھی ہوں،طوفان ہوں
خدائے تباہی کا فرمان ہوں
میں ہو ں بر بریت کا وہ دیوتا
لرزتے ہیں جس سے یہ ارض و سما
میں ہوں مادرِ ارض کا شیر مرد
جواں مرد! کہہ دے میں‌ہوں سر بلند

میں باغی ہوں فطرت مری شعلہ کار
مری سانس ہے موجِ برق وشرار
میں بڑھتا ہوں یلغار کرتا ہوا
ہر اک قصر مسمار کرتا ہوا
کبھی رقصِ وحشت کا عنوان ہوں
کبھی آدمیت کی پہچان ہوں
کبھی راگنی ہوں کبھی راگ ہوں
کبھی آب جولاں، کبھی آگ ہوں
جواں مرد! کہ دے میں ہوں سر بلند

☆

سپاہِ بغاوت کا نغمہ ہوں میں
ربابِ شجاعت کا زخمہ ہوں میں
سرابِ بیاباں،بھی صحرا بھی ہوں
سنبھلتا بھی ہوں، لڑکھڑاتا بھی ہوں
کبھی برق سوزاں کا حاصل بھی ہوں
کبھی فوجِ اعدا کا قاتل بھی ہوں
حکومت کے حق میں ہوں سیلِ شرار
گرجتا ہوا آتشیں آبشار
جواں مرد! کہ دے میں ہوں سر بلند
ہمالہ پہ پڑتی ہے میری کمند

(اقتباس از ’’ودروھی‘‘)

روزن

مترجمہ :نسیم احمد

رکھ کے سر گھڑکی پہ آدھی رات تک میرے لیے
جاگنے والی سکھی لے آج رخصت کا سلام
بند ہونے کو ہیں مجھ پرآج یہ کھڑکیاں
ختم ہو جائیں گے راز و نیاز اور پیام

☆

روکے کہتا ہے قمر رکھے افق پر اپنا گال
آنکھیں کھولو اے مسافر رات اب باقی نہیں
چلتے چلتے تھک گئے تارے سحر ہونے کو ہے
رات کی بکھری ہوئی زلفیں سمٹ کر رہ گئیں

☆

میری پیشانی کو چھوتی ہے یہ کس کی گرم سانس
گرم پیشانی کو میری کون دیتا ہے ہوا
آنکھ کھلتی ہے تو روزن کے قریں پاتا ہوں میں
چھالیا کے پیڑ، میرے نصف شب کے ہم نوا

☆

رات بھر آنکھوں ہی آنکھوں میں ہوا تھا جو کلام
آج مجھ کو یاد آتی ہے تیری اک اک بات
جب چھلک پڑے تھے تنہائی میں آنسو گرم گرم
اور حسیں پلکیں کسی کی بن گئی تھیں سرد ہات

☆

سونچتے ہی سونچتے آنکھوں کو نیند آنے لگی

خواب میں دیکھیں تمھاری نیلی نیلی بالیاں
میرے سرھانے جھکی ہیں اتنی آب و تاب سے
اور پیشانی کو بوسہ دے گئی تم ایک بار

☆

یہ بھی ممکن ہے کہ سپنے میں بڑھے ہوں میرے ہاتھ
اور پھر کھینچے ہوں تنہائی میں یوں ہی تشنہ کام
اب تو یہ روزن مٹا دینا ہی ہو گا اے سجن
کر رہے ہیں آج ساتھی مل کے رخصت کا سلام

☆

آتی ہیں رخصت سے پہلے کتنی باتیں من میں آج
کچھ مجھے کہنا ہے کچھ سننا ہے تم سے جانِ جاں
ایک میٹھی لے مدھر آواز آتی ہے مگر
کیا ہوئیں وہ اے لبِ شیریں تری رنگینیاں

پڑھنے والوں سے

کمپوزنگ: حبیب اللہ

marxists.org کا اردو سیکشن آپ کا بہت شکر گزار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے مواد کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔

اپنی رائے کے لئے درج ذیل پتے پر ای میل کریں:

hasan@marxists.org

اس کے علاوہ اگر آپ اردو یا کسی اور زبان کے سیکشن کے لئے اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر پیش کرنا چاہیں تو انسانی علمی ترقی میں آپ کا حصہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

یہ ایڈیشن مارکسسٹ انٹرنیٹ آرکائیو اردو سیکشن کے لئے ابن حسن نے ترتیب دیا۔